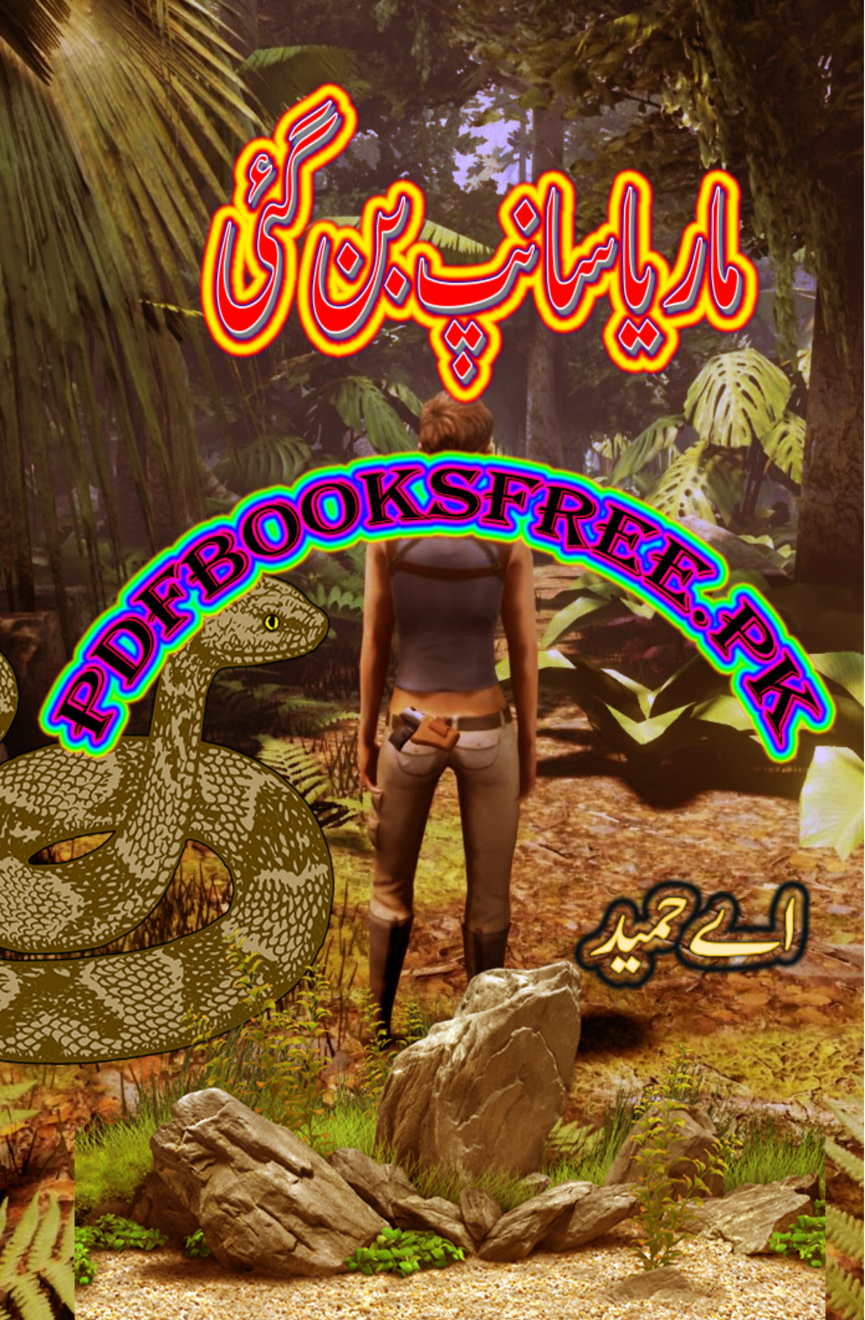
ماریا سانپ بن گئی
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

ماریا سانپ بن گئی

اے۔ حمید

قوس پبلی کیشنز
۱۴/ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ آپ پڑھیں گے تو سب راز کھل جائیں گے۔ ہاں یاد آیا۔ اس کے بعد ہم خاص نمبر آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

یہ خاص نمبر ضخیم ہو گا۔ اور دو چھوٹے بہن بھائی کی چونکا دینے والی زندگی کی کہانی کے بارے میں ہو گا۔ ایک خوفناک اتفاق سے ان دونوں بہن بھائی کی گردنوں میں سیاہ پھن والے زہریلے سانپ لپٹ جاتے ہیں جو کسی طرح سے بھی ان کی گردنوں سے نہیں اترتے اور رات کو ان بہن بھائی کی گردنوں سے آہستہ آہستہ خون چوستے رہتے ہیں۔ اس خاص نمبر کا نام "روح اور سانپوں والے بہن بھائی" ہو گا اور پہلے صفحے سے آخری صفحے تک قدم قدم پر حیران کر دینے والے واقعات جنم لیتے جائیں گے۔ آپ ایک بار پڑھنے کے بعد اسے بار بار پڑھیں گے۔ بھولئے گا نہیں۔ عنبر ناگ ماریا کی واپسی کا اگلا ناول خاص نمبر ہو گا۔

اب آپ جلدی سے ورق الٹ کر پڑھنا شروع کریں۔ عنبر ناگ ماریا آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

اے حمید

عنبر اور شمعون گھوڑوں پر سوار ملک دمشق کی طرف جا رہے تھے۔ یروشلم کے عیسائی دشمن گورنر نے شمعون کے سر کے بال منڈوا دیئے تھے۔ شمعون کی بے پناہ طاقت سر کے بالوں میں تھی۔ اسے قید میں ڈال دیا گیا تھا اور پھر دیوتا قتام پر قربان کیا جانے والا تھا کہ عنبر اس کی مدد کو آ گیا اور اس نے سارے مندر کو تہس نہس کر دیا اور شمعون کو لے کر وہاں سے فرار ہو گیا اب شمعون ملک دمشق کی طرف جا رہا تھا جہاں اس کی ماں اور بہن پہلے ہی پہنچ چکی تھیں۔

عنبر نے کہا۔

"شمعون بہت جلد تمہارے سر کے بال اگ آئیں گے۔ اور تمہاری طاقت واپس آ جائے گی۔"

شمعون نے کہا۔

"ہاں عنبر! میں اسی وقت کا انتظار کر رہا ہوں جب میری طاقت واپس آ جائے گی تو میں اس طاقت کو غریبوں کی حمایت اور ظالموں کے خلاف جنگ کرنے میں خرچ کر دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا: "تم میرے ساتھ رہو گے نا عنبر؟"
عنبر مسکرایا اور کہنے لگا۔

"دل تو میرا بھی چاہتا ہے شمعون۔ مگر میری بھی ایک بہن اور بھائی ہے مجھے بھی ان کی تلاش میں جانا ہے۔"

شمعون نے پوچھا۔

"وہ کس ملک میں ہیں؟"

عنبر نے کہا۔

"یہی تو مجھے پتہ کرنا ہے۔"

شمعون نے کہا۔

"یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ کیا تم اپنی بہن اور بھائی کی تلاش میں ملک ملک پھرو گے؟"

عنبر بولا۔

"اب بھی ملک ملک پھر رہا ہوں۔"

دونوں اس طرح باتیں کرتے گھوڑے بڑھاتے چلے جا رہے تھے۔ انہیں راستے میں رات ہو گئی شمعون نے کہا۔

"ابھی یہاں سے ملک دمشق ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر ہے۔ ہمیں یہاں آدھی رات تک آرام کر لینا چاہیے اس کے بعد آگے روانہ ہوں گے کیا خیال ہے۔"

عنبر بولا۔

"اچھا خیال ہے۔"

اور وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ شمعون نے ایک جگہ لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی وہ دونوں کچھ دیر وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ صحرا میں رات کو ٹھنڈ ہو گئی تھی شمعون کو نیند آنے لگی اور وہ سو گیا۔ عنبر بھی اسے دکھانے کے لیے لیٹ گیا۔ مگر اسے سونے کی حاجت نہیں تھی وہ اٹھ کر صحرا میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد چاند نکل آیا۔

چاند کو دیکھ کر عنبر کو اچانک اپنی انگوٹھی کا خیال آگیا اس نے سوچا کتنا اچھا ہوتا اگر انگوٹھی اس کا حکم مانتی اور وہ اس کی مدد سے ناگ ماریا کیٹی کے پاس پہنچ جاتا مگر انگوٹھی اپنی مرضی کی مالک تھی وہ خود جہاں چاہتی اسے پہنچاتی تھی۔ عنبر اپنی مرضی کے مطابق کسی جگہ نہیں پہنچ سکتا تھا — پھر بھی عنبر کے دل میں خیال آیا کہ وہ یوں کب تک دربدر مارا پھرتا رہے گا کیوں نہ انگوٹھی کو ایک بار پھر آزما کر دیکھے۔ شاید اس میں ناگ ماریا کا منظر آجائے اور وہ ان کے پاس پہنچ جائے۔

شمعون کی اب اسے فکر نہیں تھی۔ کیونکہ وہ ملک دمشق پہنچنے والا تھا۔ جہاں اس کی ماں اور بہن پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ وہ خطرے سے نکل چکا تھا۔ عنبر نے چاندنی رات میں کھڑے ہو کر انگلی میں پڑی ہوئی انگوٹھی کو غور سے دیکھا اس کا دل دھڑکنے لگا کم بخت اس انگوٹھی کا کوئی بھروسہ نہیں تھا چاندنی میں اس کا سرخ نگینہ سانپ کی آنکھ کی طرح چمک رہا تھا عنبر نے انگوٹھی کو دیکھ کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے انگوٹھی! کتنا اچھا ہو کہ تم مجھے ناگ اور ماریا کے پاس پہنچا دو۔ کیا تو مجھے ان کے پاس پہنچا دے گی۔ کیا میں تمہیں رگڑ دوں۔"

انگوٹھی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش تھی۔ بھلا انگوٹھی اسے کیا جواب دیتی۔ وہ تو بول نہیں سکتی تھی۔ ہاں اسے اپنی مرضی کے مطابق جہاں پسند کرے، پہنچا سکتی تھی اور عنبر کچھ نہیں کر سکتا تھا عنبر کو بڑا غصہ آیا۔ کم بخت یہ انگوٹھی گونگے ہے بولتی ہی نہیں۔

وہ تنگ آ چکا تھا۔ ماریا اور ناگ کی تلاش میں پھرتے پھرتے بور ہو گیا تھا اس نے انگوٹھی والی انگلی کو زور سے اپنی قمیض کے ساتھ رگڑ دیا۔ پھر غور سے سرخ نگینے کو تکنے لگا

سرخ نگینے میں ٹی وی کی طرح کی لہریں ابھریں اور غائب ہو گئیں۔ اچانک عنبر کو انگوٹھی میں ایک جنگل کا راستہ دکھائی دیا۔ جو ایک ٹیلے کی طرف اونچے پرانے ٹوٹے پھوٹے قلعے کی عمارت کی طرف جا رہا تھا

پھر عنبر کو دو آدمی نظر آئے جو تختے پر رکھی ہوئی ایک لاش کو لئے جا رہے تھے لاش کفن میں لپٹی ہوئی تھی — عنبر اس جگہ نہیں جانا چاہتا تھا مگر اب وہ مجبور تھا۔ کچھ نہیں کر سکتا تھا انگوٹھی میں یہ منظر نظر آ گیا تھا اور اب اسے وہاں جانا ہی تھا۔

اور ایسا ہی ہوا۔ اس کی آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئیں۔ آنکھوں کے پپوٹے بند ہو گئے اور کوشش کے باوجود عنبر انہیں نہ کھول سکا۔ پھر اسے ایک جھٹکا لگا اور ہوا میں بلند ہو گیا ہوا میں کچھ دیر تیرنے کے

جد وہ نیچے آتا گیا اور پھر اس کے پاؤں زمین کے ساتھ لگ گئے۔ پاؤں کے لگتے ہی اس کی آنکھیں اپنے آپ کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ وہ جنگل کے تاریک اندھیرے میں اسی ٹیلے کے پرانے ٹوٹے پھوٹے قلعے کو جانے والے راستے پر کھڑا ہے اور لاش لے جانے والے آدمی کچھ دور چلے جا رہے ہیں۔

عنبر اُن کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

دونوں آدمی لاش کو لے کر قلعے کے کھنڈروں میں داخل ہو گئے۔ عنبر ان کا برابر تعاقب کر رہا تھا قلعے کے اندر ایک کمرہ تھا جس کی چھت آدھی سے زیادہ کھلی تھی اور اس میں سے چاند کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ یہاں ایک اور آدمی سٹریچر کے پاس کھڑا تھا۔ اس کی چھوٹی سی ڈاڑھی تھی۔ سر کے بال گردن تک بڑھے ہوئے تھے وہ کوئی سائنسدان لگتا تھا دیوار کے پاس اندھیرے میں سائنس کے تجربوں میں کام آنے والی کتنی ہی چیزیں پڑی تھیں۔ اس نے آنے والوں سے کہا۔

"لاش اس سٹریچر پر رکھ دو۔"

وہ انگریزی بول رہا تھا۔ یہ تینوں آدمی شکل سے ہی انگریز لگتے تھے۔ عنبر سمجھ گیا کہ وہ انیسویں صدی کے انگلستان میں آ گیا ہے۔ جب ڈاکٹر لوگوں کو میڈیکل تجربوں کے لیے لاشوں کی ضرورت ہوتی ہے اور لوگ چھپ چھپ کر قبروں سے تازہ لاشیں نکال نکال کر ان کے پاس لا کر فروخت کیا کرتے تھے بلکہ کئی لوگ پیسوں کے لالچ میں آکر زندہ لوگوں کو قتل کر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یا ان کا گلا گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور پھر ان کی لاشیں ڈاکٹروں کے پاس فروخت کر دیتے تھے عنبر سمجھا کہ یہ بھی اس قسم کا کوئی ڈاکٹر ہے۔ اس کھنڈر میں چھپ کر میڈیکل تجربے کرتا ہے اور لاشیں خریدتا ہے۔

دونوں آدمیوں نے لاش کو سٹریچر پر رکھ دیا۔ ڈاکٹر نے کہا۔
"فارمولے کے اصول کے مطابق ہم اس لاش کو قبر سے نکالنے کے چوبیس گھنٹے بعد تک اس کے جسم کے کسی بھی حصے کو ننگا کر کے نہیں دیکھ سکتے۔ اس لئے اب ہمیں کل رات کو اسی وقت یہاں آنا ہوگا۔ ہمارا تجربہ کل رات شروع ہوگا۔"

دوسرا آدمی بولا۔
"مگر ڈاکٹر کیا ہم لاش کا کفن سرکا کر یہ بھی نہیں دیکھ سکتے کہ یہ لاش عورت کی ہے یا مرد کی۔"

ڈاکٹر نے کہا۔
"جس قسم کا میں اس پر تجربہ کرنے والا ہوں اس میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ عورت کی لاش ہے کہ مرد کی۔ کیونکہ تجربے کے بعد عورت اور مرد ایک برابر ہو جائیں گے

"آؤ اب چلتے ہیں۔"

انہوں نے لاش کو چمڑے کے پٹوں سے سٹریچر پر باندھ دیا اور قلعے کے کھنڈر سے باہر نکل گئے۔

عنبر ایک جگہ چھپ کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب وہ تینوں پُر اسرار تجربوں کرنے والے آدمی چلے گئے تو وہ لاش کے پاس آیا لاش کفن میں لپٹی ہوئی تھی اور اسے سٹریچر پر چمڑے کے پٹوں سے باندھا ہوا تھا عنبر نے لاش کے چہرے پر سے کفن کھول کر سرکایا تو دیکھا کہ یہ ایک خوبصورت سنہرے بالوں والی عورت کی لاش تھی عنبر نے اس کی ایک آنکھ کو انگلی سے کھول کر دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ لاش کی آنکھ کی پتلی حرکت کر رہی ہے۔

"وہ چونک اٹھا۔ تو کیا یہ لاش زندہ ہے۔"

عنبر جیسا کہ آپ جانتے ہیں جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا وہ بھاگ کر جنگل میں گیا اور تلاش کر کے ایک خاص قسم کی بوٹی کے پتے توڑ کر لے آیا۔ ان پتوں کو کچل کر اس نے اس کے پانی کے چند سبز قطرے لاش کا منہ کھول کر اس کے حلق میں ٹپکائے ان قطروں کا لاش کے حلق میں اترنا تھا کہ اس نے آنکھیں کھول دیں اور اس کا دل دھڑکنے لگا۔ عنبر نے جلدی جلدی اس کے چمڑے کی پٹیاں کھول ڈالیں۔"

لاش والی عورت نے آہستہ سے پوچھا۔
"میں کہاں ہوں"

عنبر نے کہا۔
"تم بالکل محفوظ ہو۔ فکر نہ کرو۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم مر گئی ہو۔"
"ہاں۔" عورت نے کہا "میں مر گئی تھی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیکن یہ تو مجھے دوسری دنیا لگتی ہے۔ کیا یہ موت کے بعد کی زندگی ہے؟

"نہیں۔ عنبر نے کہا۔ تم اسی دنیا میں ہو۔ جس دنیا میں تم زندہ تھیں تم اصل میں مری نہیں تھیں بلکہ تمہیں سکتہ ہو گیا تھا لوگ جنہیں مردہ سمجھ کر قبرستان میں دفن کر آئے اور تمہاری خوش قسمتی ہے کہ یہ لوگ۔ تمہاری لاش کو تجربہ کرنے کے لیے قبر سے نکال کر یہاں لے آئے۔

"عورت نے پوچھا۔

"یہ کون ہیں؟ تم کون ہو؟"

عنبر نے کہا۔

تم ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ تم یہاں سے اکیلی اپنے گھر چلی جاؤ گی۔

عورت نے پوچھا۔

"میں اس وقت کہاں ہوں"

عنبر نے اُسے بتایا کہ وہ شہر سے باہر ایک ٹیلے کے پرانے قلعے کے اندر ہے۔ وہ بولی"

"ہاں۔ یہ کرامویل کا پرانا آسیبی قلعہ ہے۔ میرا گھر یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ میں جا سکتی ہوں"

عنبر نے کہا۔

پھر تم خاموشی سے گھر چلی جاؤ۔

"کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے۔ اس نے عنبر سے پوچھا۔

"عنبر بولا۔"

"نہیں۔ کیونکہ مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ لوگ کس قسم کا تجربہ لاشوں پر کرتے ہیں۔

عنبر نے عورت کو سہارا دے کر سٹریچر سے نیچے اتارا۔ عورت نے عنبر کو اپنے گھر کا پورا پتہ سمجھا کر بولی۔"

"صبح کو میرے گھر ضرور آنا تم سے مل کر مجھے خوش ہو گی۔

"میں کوشش کروں گا۔"

وہ عورت کفن لپیٹے وہاں سے چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد عنبر نے گھوم پھر کر دیکھا کہ وہاں کیا کچھ پڑا ہے۔ قلعے کا یہ پرانا کمرہ سائنس کا ٹھ کباڑ سے بھرا ہوا تھا۔ سٹریچر کے نیچے سپرنگ لگے ہوئے تھے جس سے اسے کم از کم پندرہ فٹ اوپر چھت کی طرف اٹھایا جا سکتا تھا۔ عنبر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ تینوں سائنس دان کس قسم کا تجربہ لاش پر کرنا چاہتے ہیں اس لیے وہ وہاں رُک گیا تھا۔ ورنہ اس عورت کو اکیلی کبھی نہ جانے دیتا آدھی رات گزر گئی۔ پھر صبح کی سپیدی قلعے کی کھلی چھت میں سے اندر آنے لگی۔ عنبر کا ارادہ صبح کو قلعے سے باہر نکل کر شہر کی سیر کرنے اور یہ معلوم کرنے کا تھا کہ وہ انگلستان کے کس شہر میں ہے۔ اس نے اتفاق سے لاش والی عورت سے بھی نہ پوچھا تھا کہ وہ کس شہر کی ہے لیکن اس کا خیال تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر وہ لندن کے قریب تھا۔

اس نے قلعے سے باہر نکلنے کا پروگرام بنایا ہوا تھا کہ آسمان پر بادل چھانے لگے اور زمین پر بادلوں کی دھند پھیلنا شروع ہو گئی۔ پھر بادل گرجے اور ایکدم سے بارش برسنے لگی سردی زیادہ ہو گئی۔ عنبر کو سردی بارش کی تو کوئی خاص پروا نہیں تھی لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے کپڑے، بارش سے بھیگ جائیں۔ وہ قلعے کے اندر ہی گھومتا پھرتا رہا۔

اس نے گھوم پھر کر دیکھا کہ یہ قلعہ کافی پرانا تھا اور ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ اس کی کوئی چھت بھی سلامت نہیں تھی، خدا جانے لمبے بالوں والے ڈاکٹر یا سائنس دان نے یہ قلعہ اپنے تجربوں کے لیے کیوں چُنا تھا۔ ظاہر ہے وہ کوئی خفیہ تجربے کر رہا تھا یا کرنے والا تھا اور عنبر یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔

سارا دن وہ قلعے میں رہا۔ رات کا اندھیرا پھیلا تو وہ سٹریچر پر آ کر لیٹ گیا۔ اس نے اپنے اردگرد کفن کو اچھی طرح سے لپیٹ لیا اور چمڑے کے پٹے بھی اپنے جسم کے ساتھ کس کر باندھ لیے ابھی اس نے اپنا ایک ہاتھ نہیں باندھا تھا جب رات کافی گزر گئی اور اس نے اندازہ لگایا کہ اب وہ لوگ آنے والے ہیں تو اس نے اپنے چہرے کے گرد کفن کو لپیٹ لیا اور اپنا ہاتھ بھی چمڑے کے پٹے کے اندر دے دیا۔

پندرہ بیس منٹ بعد قلعے کے کمرے میں آدمیوں کے آہستہ آہستہ

باتیں کرنے اور قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

عنبر نے کفن کے اندر آنکھیں بند کر لیں۔"

ڈاکٹر اور اس کے دونوں ساتھی لاش کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے ڈاکٹر نے کہا۔ ابھی لاش کا منہ دیکھنے میں میرے فارمولے کے حساب سے پندرہ منٹ باقی رہتے ہیں۔

"ایک ساتھی بولا"

ڈاکٹر کیا آپ کو یقین ہے کہ لاش زندہ ہو جائے گی

ڈاکٹر نے کہا۔

میرا فارمولا کبھی غلط نہیں ہو سکتا میں نے اس پر پانچ سال تک محنت کی ہے"

عنبر ان کی باتیں صاف سن رہا تھا۔ دوسرے ساتھی نے کہا۔

ڈاکٹر! اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو میرا ہزاروں روپیہ جو میں نے اس تجربے پر خرچ کیا ہے ضائع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم اطمینان رکھو۔ لاش نہ صرف زندہ ہو جائے گی بلکہ اس میں ایسی طاقت آ جائے گی کہ نہ اس پر گولی اثر کرے گی نہ ٹینک کا گولہ اثر کر سکے گا۔ یہ لاش پھر کبھی نہ مر سکے گی۔ اور ہم اس سے مرضی کے مطابق کام لے سکیں گے۔

پہلا ساتھی بولا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اچھا ڈاکٹر اب اپنا تجربہ شروع کرو۔ پندرہ منٹ گذر گئے ہیں"
ڈاکٹر نے کہا۔

"ایک منٹ ابھی رہتا ہے میں نہیں چاہتا کہ جلدی میں میرا فارمولا ادھورا رہ جائے۔"

ٹھیک ایک منٹ گزرنے کے بعد ڈاکٹر نے لاش کے چہرے پر سے کفن سرکا دیا۔

ڈاکٹر نے خوش ہو کر کہا۔

"لاش مرد کی ہے اور کوئی نوجوان ہے۔ دیکھو۔ اس کا چہرہ مرنے کے بعد بھی کتنا صحت مند لگتا ہے۔"

عنبر نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں مگر وہ ان کی ایک ایک بات سن رہا تھا اور دل میں تشویش کر رہا تھا کہ یہ لوگ اس پر کسی قسم کا تجربہ کرنے والے ہیں۔ بس اسے ایک ہی ڈر تھا کہ کہیں ڈاکٹر اس کو کوئی انجکشن لگانے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اس کے جسم میں انجکشن کی سوئی داخل نہیں ہو سکتی تھی۔

ڈاکٹر نے ایک شیشے کی نلکی میں دو تین بوتلوں میں سے دوائیاں نکال کر ڈالیں۔ عنبر کی لاش کے منہ کو کھولا اور اس کے حلق میں دوائی انڈیل دی۔ عنبر کو دوائی کڑوی لگی مگر وہ پی گیا۔

ڈاکٹر بولا۔

"ٹھیک پانچ منٹ بعد دوائی کا اثر مکمل ہو جائے گا

اور یہ لاش اپنی آنکھیں کھول دے گی۔"

ڈاکٹر اور اس کے دونوں ساتھی جو شکل و صورت سے جرائم پیشہ آدمی لگ رہے تھے۔ اپنی اپنی گھڑیوں کو دیکھنے لگے۔ پانچ منٹ گزرنے کے بعد ڈاکٹر لاش پر جھک گیا۔ اور کہنے لگا۔

"اب لاش کو آنکھیں کھول دینی چاہئیں۔"

عنبر بھی پانچ منٹ ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ ایکٹنگ کرتے ہوئے پوچھنا چاہتا تھا کہ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو۔ کیا یہ مرنے کے بعد کا منظر ہے۔ مگر اچانک اسے احساس ہوا کہ وہ بول نہیں سکتا اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ وہ کانپ اٹھا۔ کیا یہ اس دوائی کا چکر تھا

ڈاکٹر نے لاش سے کہا۔

"سن۔ تم جو کوئی بھی ہو اس وقت میرے قبضے میں ہو۔ تم مر چکے تھے دوا پلا کر پھر سے زندہ کر دیا ہے اب تم میں اتنی طاقت آگئی ہے کہ تم پر توپ تلوار، گولہ بارود۔ کوئی شے اثر نہیں کر سکتی۔ تم مر نہیں سکتے۔ صرف تم بول نہیں سکو گے۔ تم کو اگر کچھ پوچھنا ہوگا تو تم لکھ کر مجھ سے پوچھ سکو گے۔"

ڈاکٹر کے ساتھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے لاش کو زندہ ہوتے دیکھ رہے تھے۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک لاش بھی زندہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوسکتا ہے وہ اس لاش کو خود قبرستان کی ایک قبر سے کھود کر لائے تھے۔ وہ ڈاکٹر کے اور زیادہ قائل ہوگئے تھے

ڈاکٹر عنبر سے کہہ رہا تھا۔

میں تمہیں پانچ منٹ بعد ایک اور دوا پلاؤں گا۔ جسکے پینے کے بعد تمہارا جسم غائب ہو جائے گا۔ تم دوسروں کو دیکھ سکو گے مگر تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ اس طرح تم میں دو طاقتیں آ جائیں گی

ایک تو تم اتنے طاقت ور ہو جاؤ گے کہ تمہیں کوئی ہلاک نہیں کر سکے گا دوسرے تم لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گے۔

عنبر سوچنے لگا کہ یہ شخص سارا کچھ کس لیے کر رہا ہے اس کے دل میں خیال آیا کہ چمڑے کے پٹے توڑ کر اٹھ بیٹھے مگر اب وہ بُری طرح اس ڈاکٹر کے چنگل میں پھنس گیا تھا اس نے کوئی دوا پلا کر اس کے بولنے کی طاقت ختم کر دی تھی اور وہی اس کو کوئی خاص دوا پلا کر دوبارہ زبان دے سکتا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ اسے اس طرح کرنا چاہیے جس طرح ڈاکٹر چاہتا ہے۔ دیکھیں آگے کیا ہوتا ہے۔

ویسے بھی وہ غائب ہونے کا تجربہ کر کے محسوس کرنا چاہتا تھا کہ

جب آدمی غائب ہو جاتا ہے تو اسے کیا احساس ہوتا ہے۔ اسے ماریا کا خیال آگیا کہ وہ کیا محسوس کرتی ہوگی۔

ڈاکٹر نے پانچ منٹ بعد ایک اور دوائی عنبر کے حلق میں ٹپکا دی۔ دوائی کے ٹپکنے کے ساتھ ہی عنبر نے دیکھا کہ پہلے اس کے ہاتھ غائب ہوگئے پھر اس کے بازو غائب ہوتے اور پھر وہ سارے کا سارا غائب ہوگیا وہ اپنے جسم کو محسوس کر رہا تھا۔ سب لوگوں کی آوازیں سن رہا تھا۔ مگر اپنا جسم دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یہ ایک عجیب و غریب قسم کا تجربہ تھا عنبر مسکرا دیا۔ ڈاکٹر نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"لاش ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کر رہی ہے۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

ایک ساتھی نے پوچھا۔

"لاش تو غائب ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا ڈاکٹر کہ وہ مسکرا رہی ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"میں نے یہاں آتے ہی ایک ایسا انجکشن لگا لیا تھا جس کی وجہ سے صرف میں اس غائب لاش کو دیکھ سکتا تھا۔

دوسرا آدمی بولا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا تم ہر وقت لاش کو دیکھ سکو گے؟"
ڈاکٹر نے کہا۔

"نہیں۔ اس انجکشن کا اثر ایک گھنٹے تک رہے گا اور میں ایک گھنٹے تک اس لاش کو جو تمہاری نظروں سے غائب ہے دیکھ سکوں گا۔"

عنبر سوچنے لگا کہ یہ کمبخت کوئی بڑا ہی لائق ڈاکٹر ہے۔ خدا جانے یہ اس سے کس قسم کا کام لینے والا ہے اس بات کی عنبر کے دل نے گواہی دے دی تھی کہ ڈاکٹر کی نیت نیک نہیں ہے اور وہ اس سے کوئی اچھا کام نہیں لینے والا۔ مگر وہ کام کیا تھا یہی عنبر نے معلوم کرنا تھا۔ وہ سٹریچر پہ لیٹا ڈاکٹر کو برابر دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر نے عنبر کی پنڈلی کے ساتھ بجلی کا ایک تار لگا کر اسے ہلکا سا جھٹکا دیا۔ عنبر کا سارا جسم ہل گیا۔

ڈاکٹر کہنے لگا۔

"اب اس کے جسم میں دو سو بیس کلو واٹ کی بجلی بھر دی گئی ہے اور یہ ہمارے کمپیوٹر کے مطابق ہمارے سگنل کے ساتھ ساتھ وہی کام کرے گا جو ہم اسے کہیں گے۔"

ایک آدمی نے کہا۔

"ڈاکٹر! میرا خیال ہے کہ تجربہ شروع کر دینا چاہیے۔"

ڈاکٹر نے پوچھا۔

"کیا تم صبح ہونے کا انتظار نہیں کرو گے؟"

اس نے کہا۔

"رات کے اندھیرے میں لاش زیادہ اچھی طرح سے کام کر سکے گی۔"

ڈاکٹر بولا۔

"لاش غائب ہے اور اس کے اندر بے پناہ طاقت بھر دی گئی ہے اس کے لیے اب رات اور دن ایک برابر ہے۔ لیکن اگر تم چاہتے ہو کہ یہ ابھی سے کام شروع کر دے تو ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں تم نے اس فارمولے کی آزمائش اور تجربے پر ہزاروں روپے خرچ کیے ہیں بتاؤ تم اس وقت کیا چاہتے ہو۔"

وہ آدمی بولا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس لاش کو حکم دو کہ یہ لندن کے سب سے بڑے شاہی عجائب گھر میں جا کر وہاں سے کوہ نور ہیرا چرا لائے اس کے بعد میں اسے وہ کام کہوں گا۔ جس کے لیے میں نے اس تجربے پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کیے ہیں۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"میری شرط نہیں یاد ہو گی جو ہم تینوں نے طے کر کے منظور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی تھا۔

دوسرا آدمی بولا۔

"مجھے بھی وہ شرط یاد ہے۔"

پہلا آدمی کہنے لگا۔

"یہی شرط ہے ناکہ جو کچھ یہ لاش چرا کر لانے کی اس کے ہم تین حصے کرکے رقم آپس میں بانٹ لیں گے۔"

"ہاں یہی شرط ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔" اس آدمی نے کہا۔

ڈاکٹر نے کہا۔

"تو پھر میں لاش کو ابھی حکم دیتا ہوں کہ وہ شاہی عجائب گھر میں جاکر کوہ نور ہیرا اٹھا لائے۔"

پہلا آدمی کہنے لگا۔

"مگر ڈاکٹر اس ہیرے کی حفاظت کا زبردست انتظام ہے کہتے ہیں الارم لگے ہیں اور جس بکس میں یہ ہیرا بند ہے اس کے ارد گرد ریڈیو ایکٹو شعاعیں چھوڑ دی گئی ہیں وہاں سے اگر کوئی مچھر بھی گذرتا ہے تو الارم بج اٹھتے ہیں۔"

ڈاکٹر مسکرایا۔

"لیکن ہماری یہ لاش جب وہاں سے گذرے گی تو ریڈیائی

لہروں کو بالکل پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اور کوئی الارم نہیں بولے گا۔"

دوسرا آدمی بولا۔

"پھر تو کمال ہو جائے گا ڈاکٹر۔ اب اس لاش کو جلدی سے روانہ کردو تاکہ ہیرا چرا کر اسی جگہ لے آئے۔ ہم اس قلعے میں بیٹھ کر اپنی پہلی زبردست کامیابی کے تین حصے کرلیں گے۔

ڈاکٹر نے کہا۔

"ابھی روانہ کرتا ہوں میں اس لاش کو۔"

پہلے آدمی نے پوچھا۔

"ڈاکٹر۔ کیا اس لاش کو عجائب گھر کا راستہ آتا ہے۔"

ڈاکٹر بولا۔

"میں اس لاش کو ری موٹ کنٹرول کے سگنل سے کنٹرول کروں گا۔ تم دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔"

دوسرے نے کہا۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں انتظار کرتے رہیں اور لاش کہیں غائب ہو جائے۔"

ڈاکٹر نے قہقہہ لگایا۔

"ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا فارمولا ایک ماڈرن ٹیکنیک کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سائنسی فارمولا ہے یہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔

وہ آدمی بولا۔"

تو پھر اسے روانہ کرو۔ اس وقت آسمان پہ بادل چھائے ہوئے ہیں اور اندھیرا پھیلا ہے۔

ڈاکٹر نے دیوار کی الماری کو چابی لگا کر کھولا۔ اس میں سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس کا ایک خاص بٹن دبایا اور لاش سے کہا۔

تم اس وقت لندن کے شاہی عجائب گھر جاؤ گے اور وہاں بکس میں جو کوہ نور ہیرا پڑا ہے وہ اٹھا کر تھیلی میں ڈالو گے اور یہاں لے آؤ گے۔"

چلو۔ ایک دو تین۔

تین کہنے پر عنبر سٹریچر پر سے چمڑے کے پٹے توڑ کر اٹھ کھڑا ہوا ڈاکٹر کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی دونوں آدمی حیران ہو کر سٹریچر کے پٹے ٹوٹتے دیکھ رہے تھے لاش ان کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ڈاکٹر دیکھ رہا تھا کیونکہ اس نے جو انجکشن لگا رکھا تھا۔ اس کا ابھی آدھ گھنٹہ باقی تھا۔

عنبر بالکل اپنے ہوش و حواس میں تھا۔ صرف وہ بول نہیں سکتا سکتا تھا۔ وہ غائب تھا۔ اس کو زندگی میں شاید پہلی بار اپنا جسم دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر بھی وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے

جسم میں بجلی کی ایک لہر دوڑ رہی ہے اور کوئی شے اُسے آگے چلنے پر مجبور کر رہی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ کمرے میں چلتا ہوا قلعے سے باہر آ گیا۔

یہاں اُس نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ اس سے کس قسم کا کام لینے والے ہیں اور لے رہے ہیں۔ یہ اس سے ڈاکے ڈلوا کر دولت جمع کرنا چاہتے تھے ہو سکتا ہے اس سے کوئی قتل کروانے کی کوشش کرے۔ ایک بار عنبر نے یونہی آزمانے کے لیے قلعے میں واپس جانے کی کوشش کی مگر ریڈیائی لہروں کے طاقتور سگنلوں کی وجہ سے وہ واپس قلعے کی طرف نہ مڑ سکا۔ یہ ایک مجبوری تھی۔ مگر عنبر کے اندر ابھی اتنی طاقت تھی کہ اسے یقین تھا کہ جب کبھی اس نے اپنی طاقت سے کام لیا تو وہ ریڈیائی لہروں کے اس جال کو توڑ ڈالے گا۔

اس کا خیال اصل میں جرائم پیشہ آدمی کے اس جملے کی طرف لگا ہوا تھا کہ جس میں اُس نے ڈاکٹر سے کہا تھا۔

"میں اصل کام جس کے لیے میں نے دولت خرچ کی ہے، بعد میں کہوں گا۔ پہلے لاش کو کہو کہ کوہ نور کا ہیرا لے آئے۔"

عنبر یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ جرائم پیشہ آدمی اس سے کیا کام لینا چاہتا ہے اور کوہ نور ہیرے سے عنبر کو کوئی دلچسپی نہیں تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ہیرا اور اس کے چور یعنی ڈاکٹر اور اس کے ساتھی ضرور پکڑ لیے جائیں گے اتنا قیمتی ہیرا کبھی چھپا نہیں رہ سکتا تھا۔

عنبر غائب حالت میں آدھی رات کے بعد شہر کی سنسان اور کہر سے بھری ہوئی سڑک پر چلا جا رہا تھا اس کے ذہن میں ڈاکٹر کے سگنل برابر وصول ہو رہے تھے اس کا اپنا رُخ خود بخود عجائب گھر کی طرف مڑ جاتا تھا۔ عنبر کو غائب ہو کر چلتے ہوئے عجیب سا لگ رہا تھا اس کے قدموں کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی مگر وہ اپنے جسم پر ہاتھ لگا کر محسوس کر سکتا تھا۔ اسے سب سے زیادہ الجھن اس بات سے ہو رہی تھی کہ وہ بول نہیں سکتا تھا۔ اسے ڈاکٹر کو خوش کرنے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرنے کے بعد اُس سے آواز ٹھیک کرنے والی دوا کا فارمولا بھی حاصل کرنا تھا۔ کیونکہ وہ گونگا بولا بن کر ماریا اور ناگ کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔

رات کی سردی اور اندھیرے میں لندن کا شہر سنسان پڑا تھا۔ سڑک دور تک مرکری ٹیوبوں کی دھندلی روشنی میں خاموش اور ویران پڑی تھی۔ عنبر اپنے جسم میں قلعے میں بیٹھے ہوئے ڈاکٹر کے سگنلوں کو باقاعدہ محسوس کر رہا تھا اور آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے سگنل دیا کہ ایک بس آ رہی ہے۔ یہ آدھی رات کی بس ہے۔ اِس میں

سوار ہو جاؤ۔ عنبر نے گھوم کر دیکھا۔ ایک بس کی روشنیاں اس کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ وہ بس شاپ پر رُک گیا اور بس کا انتظار کرنے لگا

بس سٹاپ پر آ کر رُک گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بس میں سے ایک آدمی اتر پڑا

عنبر بس میں سوار ہوگیا۔ بس بھری ہوئی تھی اور ایک بھی خالی سیٹ نہیں تھی۔ عنبر ایک موٹی عورت کی گود میں بیٹھ گیا۔ مگر عورت کو ذرا بھی محسوس نہ ہوا کہ اس کی گود میں ایک مرد بیٹھا ہوا تھا کیونکہ عنبر غائب تھا اور اس کا بوجھ بالکل نہیں تھا۔

بس شاہی عجائب گھر کے سامنے جا کر رک گئی۔ عنبر بس سے نیچے اتر آیا۔ بس کے جانے کے بعد عنبر نے دیکھا کہ عجائب گھر کے بڑے دروازے پر دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ عجائب گھر کا دروازہ بند تھا۔ اس پر کمپیوٹر کا تالا پڑا ہوا تھا۔ لیکن عنبر کو تالا توڑنے کی ضرورت نہیں تھی وہ دروازے کے بیچ میں سے گذر گیا جس طرح کرماریا گذر جایا کرتی ہے۔

عجائب گھر کے بڑے ہال کمرے میں قالین بچھے ہوئے تھے۔ اور

شیشے کی الماریوں اور شوکیسوں میں بڑے ہی قیمتی ہیرے جواہرات سجے ہوئے تھے۔

دو گارڈ وردی پہنے یہاں بھی چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے عنبر اُن کے قریب سے ہو کر گذر گیا مگر انہیں پتہ ہی نہ چل سکا عنبر کے قدموں کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی اس نے گھوم پھر کر ایک جگہ کوہ نور کے ہیرے کو تلاش کر لیا۔

ڈاکٹر کے سگنل برابر اس کے جسم میں داخل ہو رہے تھے۔

کوہ نور کا ہیرا ایک چوکور شیشے کے بکس میں بند ایک چھوٹے سے چبوترے پر پڑا تھا اس کے ارد گرد گول دائرے میں سرخ رنگ کی رسی بندھی ہوئی تھی یہاں کوہ نور ہیرے کی پوری تاریخ ایک تختی پر لکھ کر لگا رکھی تھی۔ عنبر نے پڑھا کہ یہ ہیرا بہادر شاہ ظفر کے پاس تھا۔ اس سے نادر شاہ نے چھینا اور پھر کئی لوگوں اور بادشاہوں سے ہوتا ہوا وہ انگریزوں کے پاس آگیا۔

عنبر کو ڈاکٹر کا سگنل وصول ہوا جس نے اسے بکس کی طرف دھکیلا عنبر نے سرخ رسی کو پھلانگ دیا اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے اس کے ریڈیائی لہروں میں داخل ہونے سے الارم بج اُٹھے۔ مگر ایسا نہ ہوا وہ شیشے کے بکس کے پاس پہنچ گیا مگر الارم خاموش رہا۔ وہ ڈاکٹر۔ سائنس دان کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے سوچا۔

" کاش! اتنا لائق آدمی اپنے علم اور اپنی سائنس کو ڈاکے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مروانے کی بجائے انسانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا۔ مگر وہ شیطان بن گیا تھا اور روپے کے لالچ میں نیکی بدی کے فرق کو بھول گیا تھا۔

عنبر کوہ نور ہیرے کی طرف بڑھا۔ یہ سفید رنگ کا چمکتا ہوا شاندار اور بے حد قیمتی ہیرا شیشے کے بکس کے اندر پڑا تھا۔ عنبر کو اب اس بکس کو توڑ کر ہیرے کو باہر نکالنا تھا جو کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے بکس کے شیشے کو ایک طرف ہاتھ سے محسوس کیا۔ شیشہ سخت تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ سیکورٹی گارڈ والے اس سے دور پھر رہے تھے۔

عنبر نے اپنی خاص طاقت کو استعمال کرتے ہوئے شیشے کو دونوں ہاتھوں سے اندر کی طرف دبایا شیشہ ٹوٹ گیا مگر اس کی آواز اتنی نہ تھی کہ سیکورٹی گارڈ اسے سن سکتے۔ سن بھی لیتے تو عنبر کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

اس نے ہیرے کو اٹھا لیا۔

ایک خفیہ الارم ہیرے کے نیچے بھی لگا تھا۔ ہیرا الارم کی نازک پن پر رکھا ہوا تھا جونہی ہیرے کو عنبر نے اٹھایا پن باہر نکل آئی اور ہال کمرے کا الارم زور سے چیخ اٹھا۔

عنبر بھی چونک پڑا۔ الارم کی آواز سنتے ہی سیکورٹی گارڈز نے پستول نکال لیئے اور کوہ نور ہیرے کے بکس کی طرف بڑھے

کیا دیکھتے ہیں کہ شیشے کا بکس ایک طرف سے ٹوٹا ہوا ہے اور کوہ نور ہیرا غائب ہے۔ کیونکہ عنبر نے ہیرا اٹھا کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا جو اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو چکا تھا۔

گارڈ سیٹیاں بجا رہے تھے۔ باہر سے بھی پولیس اندر آ گئی اور ہیرے کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگی سب اس بات پر حیران تھے چور وہاں کہیں نہیں ہے اور ہیرا بھی غائب ہے۔ حالانکہ عنبر ابھی تک وہیں بکس کے پاس کھڑا تھا وہاں اسقدر شور مچا ہوا تھا کہ عنبر نے جلدی سے گول دائرے کی رسی کو پھلانگا تو اس کے ہاتھ سے ہیرا قالین پر گر پڑا۔ ایک گارڈ نے اسے جلدی سے اٹھا لیا۔

"ہیرا مل گیا سر"

سیکورٹی آفیسر نے ہیرے کو جلدی سے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولا۔

"یہ یہاں کیسے نکل کر آ گیا؟ ضرور کوئی بھوت اس کمرے میں آ گیا ہے۔ اسے شاہی تجوری میں بند کرنا ہوگا۔

عنبر کے جسم میں بڑی طاقت در سگنل آنے لگے ہیرے کے گرنے کی شاید محکمے کے اندر ڈاکٹر اور اس کے جرائم پیشہ آدمی کو بھی خبر ہو گئی تھی۔ عنبر نے دیکھا کہ کوہ نور ہیرا سیکورٹی گارڈ نے اپنی مٹھی میں تھام رکھا تھا۔

عنبر نے پیچھے سے آ کر اس کو زور سے دھکا دیا۔

سیکورٹی گارڈ سر کے بل قالین پر گر پڑا اور ہیرا اس کے ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے چھوٹ کر قالین پر لڑھکتا ہوا آگے چلا گیا۔ گارڈ چلایا۔

"ہیرے کو قابو کرو۔ کسی نے مجھے دھکا دیا ہے۔"

سپاہی ہیرے کی طرف بھاگے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی عنبر نے اسے اُچک لیا تھا۔ ہیرا ایک بار پھر غائب ہو گیا۔ عنبر نے ہیرے کو جیب میں رکھا اور ان لوگوں کو حیران و پریشان چھوڑ کر عجائب گھر کے بڑے دروازے سے نکل کر باہر آ گیا۔

یہاں سے نکل کر وہ رات کے اندھیرے میں قلعے کی طرف چل پڑا۔ قلعے میں ڈاکٹر اور اس کا جرائم پیشہ دوست عنبر کا انتظار کر رہے تھے۔ ڈاکٹر نے عنبر کو دیکھ لیا کیونکہ ابھی تک اس کے انجکشن کا اثر باقی تھا۔ وہ مسکرایا۔

"میرے دوست مبارک ہو۔ لاش کوہ نور ہیرا لے آئی ہے۔"

جرائم پیشہ آدمی کی باچھیں کھل گئیں۔

عنبر نے کوہ نور ہیرا ڈاکٹر کے حوالے کر دیا۔ ڈاکٹر نے ہیرے کو غور سے دیکھا اور اپنے ساتھی کو دے کر بولا۔

"بالکل اصلی ہیرا ہے۔ اس میں ہم تینوں کا حصہ ہے۔"

دوسرا ساتھی بھی بہت خوش تھا۔ کہنے لگا۔

"جلدی سے اس کے تین ٹکڑے کر ڈالو اور میرا حصہ مجھے دے دو۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو کیا؟ اس کے ٹکڑے کرو گے تو اس کی قیمت ایک پیسہ بھی نہیں رہے گی۔ ہم اسے کسی بادشاہ کے ہاتھ فروخت کریں گے اور جو رقم ملے گی اس کے تین حصے کر کے آپس میں بانٹ لیں گے۔"

پہلا جرائم پیشہ آدمی بولا۔

"ڈاکٹر۔ تمہارا فارمولا بے حد کامیاب رہا ہے۔ اب میں اس لاش سے وہ کام لینا چاہتا ہوں جس کے لیے خاص طور پر میں نے یہ منصوبہ تم سے شروع کروایا تھا۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور لو اس سے وہ کام۔ یہ لاش اب ہماری غلام ہے۔ ہم اسے جو کہیں گے کرے گی۔"

پھر وہ عنبر کی طرف دیکھ کر بولا۔

"سٹریچر پر جا کر لیٹ جاؤ اور کچھ دیر آرام کرو۔ تمہیں پھر ایک مہم پر روانہ ہونا ہے۔"

جرائم پیشہ آدمی نے کہا۔

"ڈاکٹر۔ ہم دو بھائی ہیں۔ میرے ایک بھائی کی لاکھوں کی جائیداد ہے اس کا ایک ہی بیٹا ہے۔ میرے بھائی کی موت کے بعد اس کی ساری جائیداد اس لڑکے کو مل جائے گی لیکن اگر کسی طرح یہ لاش اس لڑکے کا کام تمام کر دے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے بھائی کی جائیداد پر میرا بھی حق بن جائے گا۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"کیا اس کی بیوی نہیں ہے؟"

"نہیں۔ اس کی بیوی عرصہ ہوا ایک حادثے میں انتقال کر چکی ہے"

ڈاکٹر بولا۔

"وہ دوسری شادی کرے گا اور اگر پھر اس کے ہاں اولاد ہو گئی تو کیا کرو گے۔"

جرائم پیشہ آدمی نے کہا۔

میرے بھائی کو ایک ایسی بیماری ہے کہ اسے ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ اگر اس نے شادی کی تو زندہ نہیں بچے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے اکلوتے بیٹے کو یہ لاش جاکر قتل کر دے۔ پھر اس کی پوری جائیداد میرے بھائی کے مرنے کے بعد میرے پاس آ جائے گی۔

ڈاکٹر نے کہا۔

"بہت اچھا۔ میں ابھی لاش کو اس قتل کے لیے روانہ کرتا ہوں تم مجھے اپنے بھائی کے گھر کا پتہ اور نقشہ سمجھاؤ میں لاش کے دماغ میں اس کو بھر دیتا ہوں۔"

عنبر یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اچھا تو یہ مکروہ کام تھا جو وہ بدکردار لالچی آدمی عنبر سے لینا چاہتا تھا۔ عنبر نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ یہ کام کسی قیمت پر نہیں کرے گا۔ ڈاکٹر لاش کے قریب آیا اس نے لاش کو دیکھنے والا انجکشن ایک بار پھر اپنے جسم میں لگایا اور لاش کے ذہن میں جرائم پیشہ آدمی کے گھر کے نقشے بھر دیئے۔

عنبر ماڈرن سائنس پر حیران رہ گیا۔ جونہی ڈاکٹر نے سگنل اس کے ذہن میں ڈالے اس کو فوراً جرائم پیشہ آدمی کے گھر کا راستہ معلوم ہو گیا۔ ڈاکٹر نے عنبر کی لاش کو مخاطب ہو کر کہا۔

"اس ایڈریس پر جاؤ اور میرے دوست کے لڑکے کو ہلاک کر کے واپس آ جاؤ۔"

ڈاکٹر نے جرائم پیشہ ساتھی سے لڑکے کا نام پوچھا۔ پھر عنبر سے کہا۔

"اس لڑکے کا نام چارلس ہے اور اس کی عمر آٹھ سال ہے"

جرائم پیشہ آدمی نے جیب سے لڑکے چارلس کی تصویر نکال کر دی ڈاکٹر نے وہ تصویر عنبر کی آنکھوں کے آگے کر دی"

اس شکل کو اچھی طرح سے دیکھ لو تمہیں وہاں جا کر اس لڑکے کا گلا گھونٹ کر ہلاک کرنا ہے اب اٹھو اور جا کر اس مہم کو پورا کرو۔

عنبر سٹریچر پر سے ایک زندہ لاش کی طرح اٹھا اور ڈاکٹر کے بتائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے ایڈریس پر روانہ ہو گیا اب رات ڈھل رہی تھی اور بادلوں سے ڈھکے ہوئے آسمان پر پچھلے پہر کی ہلکی روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ شہر بیدار ہو رہا تھا عنبر ڈاکٹر کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچا تو دیکھا کہ یہ شہر کے باہر کا علاقہ ہے اور کھیتوں میں کہیں کہیں بڑے خوبصورت مکان بنے ہوئے ہیں ہر مکان کی دیواروں پر پھولدار بیل چڑھی ہوئی ہے۔

عنبر ایک مکان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ یہی وہ مکان تھا جس کا پتہ ڈاکٹر نے اسے بیان کر کے عنبر کے ذہن میں ڈال دیا تھا اس مکان کے سامنے ایک خوبصورت لان تھا جس میں گلاب کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ عنبر کو گھنٹی بجا کر کسی کو بلانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ دروازے میں سے اندر داخل ہو گیا۔ ایک کمرے میں میز کرسیاں لگی ہوئی تھیں اور ایک آدمی سلیپنگ سوٹ پہنے ناشتہ کرتے ہوئے اخبار پڑھ رہا تھا۔

عنبر ایک طرف دیوار کے پاس کھڑا ہو گیا۔

اس آدمی نے بلند آواز میں کہا "چارلس، کیا آج ناشتہ نہیں کرو گے۔"

ایک نوکرانی چھ سات سال کے پیارے پیارے لڑکے کو ساتھ لے کر سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔ عنبر نے لڑکے کو غور سے دیکھا۔ یہی وہ لڑکا چارلس تھا جس کو قتل کرنے کے لیے اس مکار ڈاکٹر اور اس کے جرائم پیشہ بھائی نے عنبر کو یہاں بھیجا تھا۔ مکان کے اندر

داخل ہوتے ہی عنبر نے محسوس کیا کہ اس کے جسم کو زبردست سگنل ملنے شروع ہو گئے ہیں عنبر میں چونکہ اپنی ذاتی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ وہ ان سگنلوں کا مقابلہ کر رہا تھا اور اس پر ان کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس کی جگہ کوئی دوسری عام لاش ہوتی تو اب تک لڑکے کا گلا گھونٹ چکی ہوتی۔

چارلس اپنے باپ کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا اور گلے کے آگے ایپرن باندھ کر ناشتہ کرنے لگا نوکرانی اس کے آگے دلیے کی پلیٹ اور اُبلا ہوا انڈا رکھ رہی تھی۔ چارلس کا باپ اپنے بچے کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا۔

عنبر اس وقت ساتھ والے کمرے میں گیا۔ یہاں میز پر پنسل اور کاغذ کا پیڈ پڑا تھا اس نے اس پر لکھا۔

چارلس کے باپ کے نام

تمہارا چھوٹا بھائی جائیداد کی خاطر تمہارے بیٹے چارلس کو قتل کروانے کی سازش کر رہا ہے اس نے ایک ڈاکٹر سائنس دان سے مل کر چارلس کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا جسے میں ناکام بنا رہا ہوں مجھے یہاں تمہارے بیٹے چارلس کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس بات کو مذاق میں مت لینا۔ میں ایک زندہ انسان ہوں کوئی بھوت نہیں ہوں مگر تم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجھے دیکھ نہیں سکتے۔ میں تمہیں نصیحت کروں گا کہ اپنے بیٹے کو کسی دوسرے ملک میں بھجوا دو۔

تمہارا ہمدرد ——

یہ پرچہ لے کر عنبر ناشتے والے کمرے میں گیا۔

چارلس ناشتہ کر رہا تھا اور اس کا باپ بڑے سکون کے ساتھ اخبار پڑھ رہا تھا عنبر نے پرچہ اس کی آنکھوں کے سامنے اخبار کے آگے رکھ دیا جونہی چارلس کے باپ نے اپنے سامنے اچانک ایک پرچے کو دیکھا تو چونک پڑا۔ پھر جب اس نے پرچہ پڑھا تو اور زیادہ حیران ہو گیا۔ اخبار پرے رکھ کر اٹھا اور ساتھ والے کمرے میں آ گیا عنبر بھی اس کے ساتھ ساتھ آیا اُس نے ایک اور پرچے پر لکھا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارا ہمدرد ہوں اور میں نے جو کچھ لکھا ہے اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں ہے۔ میں بول نہیں سکتا اس لیے مجھ سے لکھ کر بات کرو۔

یہ پرچہ بھی عنبر نے چارلس کے باپ کے آگے رکھ دیا۔ چارلس کے باپ نے پرچہ پڑھ کر اس کے آگے لکھا

"تم کون ہو؟"

عنبر نے لکھا۔

میں تمہیں پہلے ہی لکھ کر بتا چکا ہوں کہ میں ایک انسان ہوں مگر ڈاکٹر نے مجھے دوا پلا دی ہے کہ میں کسی کو نظر نہیں آ سکتا مگر میں تم سب کو دیکھ سکتا ہوں۔

چارلس کے باپ نے لکھا۔

تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ میرا بھائی میرے بیٹے کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

عنبر نے لکھ کر کہا۔

تم کیسے آدمی ہو بالکل انگریز ہو۔ میں تمہیں لکھ کر بتا چکا ہوں کہ ثبوت میں خود یہاں کھڑا ہوں۔ تمہارا چھوٹا بھائی اس وقت کرامویل کے پرانے قلعے میں ڈاکٹر کے پاس بیٹھا انتظار کر رہا ہے کہ میں کب اسے جا کر تمہارے بیٹے کے قتل کی خبر سناتا ہوں

چارلس کا باپ کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا۔ عنبر نے سوچا کہ یہ عجیب احمق آدمی ہے۔ اس کو یقین ہی نہیں آ رہا کہ میں اسے سچ سچ بات بیان کر رہا ہوں۔ عنبر نے ایک بار پھر کاغذ پہ لکھا۔

میں نے تمہیں وقت سے پہلے خبردار کر دیا ہے کہ تمہارے بیٹے کی جان کو خطرہ ہے اب تم جانو تمہارا کام۔

یہ لکھ کر عنبر جانے ہی لگا تھا کہ چارلس کے باپ نے کاغذ پہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لکھا۔

میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں میں اپنے بیٹے کو کہاں لے جاؤں۔ اگر میرا بھائی جائیداد کی خاطر میرے بیٹے کی جان کا دشمن ہے تو وہ اسے ضرور قتل کرا دے گا۔

عنبر نے کاغذ پہ آگے لکھا

اگر یہ بات ہے تو پھر تم فکر نہ کرو۔ میں اس کا بھی پورا پورا بندوبست کردوں گا۔

چارلس کے باپ نے کہا۔

"تم بول نہیں سکتے دوست! مگر کیا تم میری آواز سن سکتے ہو۔

عنبر نے لکھا۔

"ہاں"

چارلس کے باپ نے کہا۔

یہ ڈاکٹر سائنس دان کون ہے؟ میں اسے پولیس کے حوالے کرنا چاہتا ہوں"

عنبر نے کاغذ پر لکھا۔

اگر اسے پولیس کے حوالے کردو تو رات جو کوہ نور ہیرا چوری ہوا ہے وہ بھی مل جائے گا۔

چارلس کا باپ بولا۔

تو کیا کوہ نور ہیرے کی چوری کی جو خبر آج کے اخبار میں چھپی ہے وہ اس کے پاس ہے۔

عنبر نے کہا۔

ہاں — اس وقت اس کے پاس ہے۔ لیکن تم ابھی فون نہ ہی کرو تو اچھا ہے۔ مجھے وہاں واپس جا لینے دو"

"وہ ڈاکٹر ہیرے کو اِدھر اُدھر نہ کر دے کہیں"

عنبر نے لکھا۔

جب تک میں وہاں واپس نہیں جاتا وہ لوگ اسی جگہ ہوں گے تم ایسا کرو کہ آدھ گھنٹے بعد پولیس کو فون کر دینا کہ وہ گراموپل کے پرانے قلعے پر چھاپہ مار کر کوہ نور ہیرا برآمد کرے۔

"بہت اچھا!

میں جا رہا ہوں۔ چارلس کی حفاظت کرنا۔

یہ لکھ کر عنبر اس خوبصورت مکان سے باہر نکلنے لگا تو دیکھا کہ معصوم چارلس ناشتے کے بعد رومال سے منہ صاف کرتے ہوئے اپنے ڈیڈی کو آواز دے رہا تھا۔

عنبر مکان سے نکل کر ایک بس میں بیٹھا اور سیدھا پرانے قلعے کے کھنڈر میں پہنچ گیا اسے زبردست منگلوں کے جھٹکے بار بار محسوس ہو رہے تھے جب وہ قلعے کے بڑے کمرے میں داخل ہوا تو ڈاکٹر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سائنس دان نے اسے دیکھ لیا اور اس کی طرف پنسل کاغذ بڑھا کر پوچھا۔

"کیا تم نے چارلس کا کام تمام کر دیا۔

عنبر اس کے قریب آ گیا اس نے کاغذ پر لکھا۔

"اے ذلیل اور انسانیت کے دشمن سائنس دان! میں نے چارلس کو تو قتل نہیں کیا لیکن اب تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔"

ڈاکٹر نے زبردست قہقہہ لگایا اور کہا۔

"تم ایک لاش ہو۔ میرے غلام ہو۔ میں نے تمہیں طاقت دی ہے میں تمہاری طاقت چھین سکتا ہوں اور تمہیں ایک بار پھر لاش میں بدل سکتا ہوں"

جرائم پیشہ آدمی وہیں کھڑا تھا۔ حیران ہو کر بولا۔

کیا بات ہے ڈاکٹر۔ کیا لاش نے میرا کام نہیں کیا۔

ڈاکٹر بولا۔

نہیں۔ مگر میں اس لاش کا کام تمام کر رہا ہوں

جرائم پیشہ آدمی بولا۔

خبردار ایسا نہ کرنا ڈاکٹر ــــ جب تک لاش میرے بھتیجے کو میرے راستے سے نہ ہٹا دے تم اسے ختم نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر نے کہا۔

"او کے۔ ایسا ہی ہو گا۔"

"ڈاکٹر نے عنبر سے لکھا۔

"میں تمہیں اپنا غلام بنا دوں گا

اس نے الماری میں سے ایک دوائی نکال کر اس کا انجکشن بھرا اور عنبر کے بازو میں لگانے کے لیے سوئی چبھوئی تو وہ ٹوٹ گئی۔

عنبر نے لکھ کر کہا۔

"ڈاکٹر! میری بات غور سے سنو۔ جس لاش کو تمہارے یہ دو ظالم ساتھی قبرستان سے نکال کر لائے تھے وہ لاش میں نہیں ہوں میں ایک اور آدمی ہوں جو ادھر سے گزر رہا تھا اور اندر آ گیا۔ میں نے لاش کو بھگا دیا ہے کیونکہ وہ ابھی زندہ تھی۔ میں کون ہوں اس سلسلے میں تم کچھ نہیں جانتے۔ تم نے اپنی دوائی سے میری آواز ضرور بند کر دی ہے۔ مگر میری طاقت میری اپنی ہے۔

ڈاکٹر نے پٹرول کا ڈبہ اٹھایا کہ اسے عنبر پر چھڑک کر اسے آگ لگا دے کہ عنبر نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑ کر سٹریچر پر لیٹایا اور پیٹی کس کر باندھ دی۔ ڈاکٹر شور مچانے لگا۔ دونوں اس کے ساتھی گھبرا گئے۔ کہ لاش بپھر گئی ہے وہ بھاگنے لگے تو عنبر نے اچھل کر ان کو بھی گردنوں سے دبوچ لیا اور دونوں کو رسیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے جکڑ کر دیوار کے ساتھ بٹھا دیا۔

عنبر نے کاغذ پہ لکھ کر چارلس کے چچا سے کہا

"تم دولت کی خاطر اپنے بھائی کے بیٹے کا خون کرنے والے تھے۔ اصل میں تم خون کر چکے ہو۔ کیونکہ اگر میری جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو وہ اس وقت چارلس کو ہلاک کر چکا ہوتا۔ اس لیے تم خونی ہو تم خون کر چکے ہو اور میں تمہیں اس کی سزا دے رہا ہوں۔ تمہاری وہی سزا ہے جو خونی کی ہوتی ہے یعنی پھانسی۔

جرائم پیشہ آدمی کا رنگ زرد ہو گیا۔ اُٹھ کر بھاگنے لگا تھا کہ رسیوں کی وجہ سے وہیں گر پڑا۔ اس کا ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی گر پڑا تھا عنبر نے اس خونی کی گردن کے گرد رسی ڈال کر اتنی زور سے دبایا کہ اس کی آنکھیں باہر کو اُبل آئیں اور وہیں اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"اس کام سے فارغ ہو کر عنبر نے پرچے پر لکھ کر ڈاکٹر سے کہا۔"

"اب مجھے وہ دوا بتاؤ جس کے پینے سے میرا گلا ٹھیک ہو جائے گا اور میں پھر سے نظر آنے لگوں گا۔"

ڈاکٹر سٹریچر پہ بندھا پڑا تھا اور بے بس ہو چکا تھا۔ عنبر نے پرچے پر آگے لکھا۔

"اگر تم نے مجھے یہ دوا نہ بتائی تو تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو تمہاری آنکھوں کے سامنے ابھی ابھی تمہارے اس ساتھی کا ہوا ہے۔ بتاؤ وہ دوا کہاں ہے تو ڈاکٹر نے پرچہ پڑھ کر کہا۔

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا اگر تم لاش نہیں ہو اور کوئی زندہ انسان تھے تو یقین کرو میرے پاس کوئی ایسی دوا نہیں ہے۔ جو تمہیں غیبی حالت سے دوبارہ ظاہر کر سکے۔ ہاں تمہارا گلا ٹھیک کرنے والی دوائی الماری کی نیلی شیشی میں پڑی ہے۔"

عنبر نے الماری کھول کر نیلی شیشی نکال کر ڈاکٹر کو دکھائی۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"ہاں۔ اس دوائی کے چند قطرے پی لو۔ تم پھر سے بولنے لگو گے۔"

عنبر نے بوتل ہونٹوں سے لگا کر اس کے چند قطرے حلق میں ٹپکائے دوائی کڑوی تھی۔ اس نے کہا۔

"میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔"

اور وہ بولنے لگا۔ اس کی آواز واپس آ گئی تھی۔ اس نے ڈاکٹر سے کہا۔

"کیا ایسی کوئی دوا تمہارے پاس نہیں کہ جس کے پینے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے لوگ مجھے دیکھنے لگیں اور میں پھر اصلی حالت میں آجاؤں۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پاس ایسی کوئی دوا نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"اچھا۔ اب تم پولیس کا مہمان بننے کے لیے تیار ہو جاؤ پولیس تمہیں اقدام قتل اور کوہ نور ہیرے کی چوری کے سلسلے میں گرفتار کرنے کے لیے یہاں پہنچنے ہی والی ہے۔"

ڈاکٹر نے سر ادھر ادھر مارتے ہوئے کہا۔

"ایسا ظلم نہ کرنا۔ میں جیل جانا نہیں چاہتا۔"

عنبر نے کہا۔

"تم جیل نہیں جانا چاہتے مگر دوسروں کے بچوں کو قتل کروانے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے کیا تم نے مجھے چارلس کو قتل کرنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ کیا تم نے کوہ نور ہیرا چوری نہیں کیا؟ اب اس کا نتیجہ بھگتنے سے کیوں ڈرتے ہو۔"

اس کے ساتھ ہی پولیس کا پورا دستہ اندر داخل ہو گیا۔ وہ پوری طرح مسلح تھا۔ ان کے ساتھ چیف انسپکٹر بھی تھا۔ انہوں نے

چارلس کے چچا کی لاش کے علاوہ کوہ نور ہیرا پر بھی دوبارہ قبضہ کر لیا اور ڈاکٹر اور دوسرے آدمی کو اقدام قتل اور چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ کیونکہ چارلس کے باپ نے پولیس کو بتا دیا تھا کہ ڈاکٹر اس کے چھوٹے بھائی کے ساتھ مل کر اس کے قتل کی کوشش کر رہا ہے۔

پولیس ان سب کو پکڑ کر لے گئی اور ڈاکٹر کی لیبارٹری کو بھی پولیس نے اپنے قبضے میں لے لیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر عنبر کو اب اپنی فکر پڑ گئی کہ وہ کیا کرے اور کہاں جائے ماریا ناگ کو کس جگہ تلاش کرے۔ ایک دوسری مصیبت اس کے ساتھ یہ ہو گئی تھی کہ وہ خود بھی ماریا کی طرح غائب ہو گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ پھر سے اپنی اصلی حالت میں آجائے مگر یہ اس کے اختیار میں نہیں تھا۔

دن کافی چڑھ آیا تھا۔ عنبر لندن کی سڑکوں پہ آوارہ گردی کرنے لگا اسے ناگ اور ماریا سے ملنے کی نہیں بلکہ اپنے آپ کو پھر سے اصلی حالت میں لانے کی پریشانی تھی۔ پھرتے پھراتے وہ ایک گلی میں سے گزرا تو ایک مکان کے باہر بورڈ لگا تھا۔

"یہاں روحوں کو بلایا جاتا ہے۔"

فیس۔ ایک پونڈ۔ اپنی پسند کی روح کو بلا کر اس سے گفتگو کریں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے سوچا کہ چلو ذرا یہ تماشہ بھی دیکھتے ہیں۔ وہ مکان کے دروازے ہی سے گزر کر اندر داخل ہوگیا اندر ایک گول میز کے گرد ایک بوڑھی عورت شیشے کا جگمگاتا ہوا گلوب سامنے رکھے بیٹھی تھی اس کے سامنے ایک لڑکی بیٹھی تھی بوڑھی عورت کی آنکھیں بند تھیں اور وہ منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھ رہی تھی۔

عنبر دیوار کے سامنے لگی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ عورت نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔

"اے لڑکی۔ تمہارے باپ کی روح آرہی ہے۔ مگر ایک مشکل بیچ میں آن پڑی ہے

"کون سی مشکل۔ لڑکی نے پریشان ہوکر پوچھا۔

بوڑھی عورت نے کہا۔

روح کہتی ہے میرے نام پر پانچ پاؤنڈ خیرات کرو۔ پھر آؤں گی۔

لڑکی نے کہا۔

لیکن میرے پاس تو ایک پائی بھی نہیں ہے ایک پونڈ تھا وہ تمہاری فیس ادا کر دی"

بوڑھی عورت نے کہا۔

پھر میں مجبور ہوں میں روح کو نہیں بلا سکتی۔ جاؤ جب دن پانچ پونڈ ہوں گے آجانا۔

لڑکی نے کہا۔

لیکن میرا ایک پونڈ تو مجھے واپس کر دو۔

بوڑھی عورت نے غصے سے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا ایک پونڈ روح کے آدھے راستے تک آنے کے کرائے میں خرچ ہوگیا ہے۔ اب یہاں سے دفع ہو جاؤ۔

بے چاری غریب لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی۔ عنبر کو بوڑھی عورت پر سخت غصہ آیا اس نے بلند آواز میں بالکل روح کی طرح کہا۔

"میں اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے آگیا ہوں"

"میں اس کے باپ کی روح ہوں"

بوڑھی عورت تو خوف سے کانپ اٹھی۔ کیونکہ وہ تو جھوٹ موٹ روحوں کو بلایا کرتی تھی یہاں اصلی روح آگئی تھی لڑکی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اس نے منہ اوپر اٹھا کر کہا۔

"ڈیڈی۔ کیا تم ہو"

"ہاں بیٹی! میں تمہارے باپ کی روح ہوں میں تمہیں یہ خوش خبری دینے آیا ہوں کہ تم فکر نہ کرو تمہاری تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔

لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی! میری تکلیفیں، میری مصیبتیں کیسے دور ہو سکتی ہیں میرا ایک ہی بیٹا ہے وہ جیل میں پھانسی کی کوٹھڑی میں پڑا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موت کا انتظار کر رہا ہے۔ ڈیڈی! میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔ جو سوچتی ہوں کہ ایک دن اُسے پھانسی پر ٹکا دیا جائے گا اس کے سوا میرا کوئی نہیں۔ میرا خاوند اللہ کو پیارا ہو چکا ہے میں لوگوں کے گھروں میں کام کر کے گذارہ کرتی ہوں۔ ڈیڈی۔ خدا کے آگے میری سفارش کرو۔ میری فریاد خدا تک پہنچاؤ کہ وہ میری مدد کرے۔

اور لڑکی ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔ بوڑھی عورت ابھی تک حیران بیٹھی تھی کہ یہ اصلی روح کی آواز کہاں سے آرہی ہے۔ کیونکہ اس نے تو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے کمرے کی دیواروں میں خفیہ لاؤڈ سپیکر لگا رکھے تھے جس میں سے روحوں کی نقلی آوازوں کے بھرے ہوئے ٹیپ کی آواز آیا کرتی تھی۔

ادھر عنبر سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی تو بہت دُکھی ہے اگر اسے بیٹی کہا ہے تو پھر اس کی ضرور مدد کرنی چاہیے اس نے کہا۔

بیٹی۔ گھر چلو۔ میں تم سے وہاں جا کر بات کروں گا۔

لڑکی خوش ہو کر اٹھی اور روح گھر سے باہر نکل گئی۔ عنبر نے بوڑھی عورت کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"او مائی بے بے۔ اگر اب تو نے کسی عورت کو لوٹا تو میں آکر تیری جان نکال دوں گا میں موت کا فرشتہ ہوں"

عورت نے کانوں پر اپنے کانپتے ہاتھ رکھے اور کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں۔ آئندہ یہ دھندا نہیں کروں گی بالکل نہیں کروں گی"

"شاباش۔ آج سے یہ روحوں کا گھر بند کر دے"

اور عنبر تیزی سے باہر نکل آیا اور اپنی منہ بولی بیٹی کے پیچھے پیچھے چلنے لگا کیونکہ اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی منہ بولی بیٹی کا نام کیا ہے اور وہ کہاں رہتی ہے لڑکی ایک بس میں بیٹھ گئی عنبر بھی اسی بس میں سوار ہو گیا۔ بس شہر کے ایک غریب علاقے میں جا کر ایک سٹاپ پر رکی تو وہ لڑکی اتر کر ایک گلی میں داخل ہو گئی۔ یہاں ایک گندے سے مکان کے ایک کمرے میں وہ رہتی تھی۔ کمرے میں پرانا پلنگ اور ایک صوفہ پڑا تھا باورچی خانہ بھی اسی کمرے میں ایک طرف تھا

لڑکی منہ ہاتھ دھو کر کرسی پر بیٹھ گئی اور کمرے میں ادھر ادھر دیکھ کر بولی

"ڈیڈی۔ کیا تم آگئے ہو؟"

عنبر دیوار کے ساتھ لگی اس کی ایک تصویر دیکھ رہا تھا۔ جس میں وہ اپنے خاوند کے ساتھ شادی کے لباس میں کھڑی تھی۔ نیچے اس کا نام مارگریٹ لکھا تھا عنبر نے آہستہ سے روح کی آواز نکال کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں مارگریٹ ۔ میں آگیا ہوں"

لڑکی نے پھر رونا شروع کر دیا اور اپنی ساری مصیبتیں، پریشانیاں اور دکھ عنبر کو اپنے باپ کی روح سمجھتے ہوئے بیان کر دیں۔

عنبر کا دل ہل گیا کیونکہ اس کے لڑکے کو بے گناہ پکڑا گیا تھا اور ایک دولت مند آدمی اپنی بیٹی کو بچانے کے لیے اس کے بیٹے کو پھانسی کے تختے پر چڑھوا رہا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"پیاری بیٹی مارگریٹ! بالکل نہ گھبراؤ۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ آخر میں تمہارے باپ کی روح ہوں۔ میں تمہارے بیٹے کو تمہارے پاس لے آؤں گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کس جیل میں ہے اور وہ جیل کہاں ہے۔"

مارگریٹ نے خوش ہو کر کہا۔

"ڈیڈی کیا میرا بچہ پھانسی نہیں چڑھے گا"

"نہیں بیٹی۔ میرے خدا نے چاہا تو وہ پھانسی نہیں چڑھے گا۔"

عنبر نے اپنی منہ بولی بیٹی سے جیل کا پتہ لے لیا۔

اس جیل کی ایک پھانسی کی کوٹھڑی میں اس کا بیٹا جس کا نام جونی تھا موت کا انتظار کر رہا تھا۔ یہ جیل سب سے بڑی جیل تھی اور شہر سے دس میل کے فاصلے پر تھی۔ عنبر اس طرف روانہ ہو گیا۔ پتہ اس کی منہ بولی بیٹی مارگریٹ نے اسے بتا دیا تھا۔ عنبر چاہتا تھا کہ جب رات کا اندھیرا ہو جائے تب وہ جیل میں جائے کیونکہ وہ اپنی منہ بولی بیٹی کے اکلوتے بیٹے جونی کو جیل سے فرار کر کے لانا چاہتا تھا۔

دن اس نے ادھر ادھر آوارہ گردی میں گزار دیا۔ شام ہوئی تو وہ ہوٹل میں جا کر بیٹھ گیا۔ یہاں لوگ کھانا وغیرہ کھا رہے تھے اور کافی چائے سے دل بہلا رہے تھے۔ عنبر نے کچن میں جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک بیرے کے ٹرے میں سے کوکا کولا کی بوتل اٹھالی۔ بیرے نے حیران ہوکر اِس پاس دیکھا اور پھر باورچی سے کہا۔

"کوکا کولا تم نے نہیں دیا۔"

باورچی نے کہا۔

"تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ ابھی تو میں نے تمہیں بوتل کھول کر دی تھی۔ تم نے خود پی لی ہوگی۔"

بیرا چکرا گیا۔ بولا۔

ابھی ٹرے میں رکھی تھی۔ خدا جانے کہاں چلی گئی۔

باورچی قہقہہ مار کر ہنسا۔

میرا خیال ہے۔ یہاں کوئی بھوت آگیا ہے اب تو تم اپنے پیسے خرچ کرکے کوکا کولا کی بوتل لوگے۔

بیرے نے کہا۔

اچھا بھائی۔ پیسے لے لو۔ مگر گاہک میرا انتظار کر رہا ہے جلدی سے بوتل دے دو۔

باورچی نے اُسے دوسری بوتل کھول کر دی اور بیرا چلا گیا۔ بیرے کے جانے کے بعد باورچی نے اپنے لئے ایک سیون اَپ کی بوتل کھول کر تھوڑی سی پی اور باقی سامنے رکھ کر کام کرنے لگا۔ عنبر نے اس کی آنکھوں کے سامنے سیون اَپ کی بوتل اٹھالی باورچی دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔

عنبر نے کہا۔

"تمہارا خیال ٹھیک تھا یہاں کوئی بھوت آگیا ہے۔ اور وہ بھوت میں ہوں"

اور عنبر نے سیون اپ کی بوتل زور سے زمین پر مار کر توڑ دی۔ باورچی اپنی کرسی سے اچھل کر بھوت بھوت کا شور مچاتا وہاں سے بھاگ گیا۔ سارے ہوٹل میں شور مچ گیا کہ بھوت آگیا ہے۔ گاہک اٹھ کر دوڑ گئے۔ ہوٹل بالکل خالی ہوگیا۔ پولیس اندر آگئی۔ عنبر باہر نکل گیا۔

جب رات زیادہ گہری ہوگئی تو عنبر نے جیل کی طرف چلنا شروع کر دیا اس جیل کی عمارت کی روشنیاں دور سے عنبر کو دکھائی دینے لگیں پاس جاکر اس نے دیکھا کہ یہ ایک چھ سات منزلہ بہت بڑی جیل ہے جس کے گرد دیوار بنی ہوئی ہے اور اس کے اوپر کانٹوں والی تار لگی ہے اس جیل سے کسی کا فرار ہونا کوئی آسان بات نہیں تھی لیکن عنبر نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنی منہ بولی بیٹی کے اکلوتے لڑکے جونی کو ہر حالت میں یہاں سے نکال کر لے جائے گا اور اس کی ماں کے پاس پہنچا دے گا۔

عنبر چونکہ غائب تھا اس لیے ماریا کی طرح اسے بھی اس بات کی پروا نہیں تھی کہ دروازہ بند ہے یا کھلا۔ وہ جیل کے بہت بڑے لوہے کے دروازے میں سے اندر داخل ہوگیا باہر دیوار کے گردا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گردن پھر کر اُس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ اسے کس جگہ سے جونی کو فرار کرانا ہوگا جیل کے اندر ایک بالکل نئی دنیا آباد تھی۔ لوہے کی موٹی موٹی سلاخوں والے چھوٹے چھوٹے کمروں میں قیدی بند تھے کوئی گا رہا تھا اور کوئی سو رہا تھا پہرے دار سپاہی پستول لگائے چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔

عنبر کو ان کوٹھڑیوں کی تلاش تھی جہاں پھانسی دینے والے مجرموں کو رکھا جاتا ہے اس نے ساری جیل چھان ماری آخر تیسری منزل پر اُسے ایک لمبا برآمدہ نظر آیا جس کے آمنے سامنے پھانسی کی کوٹھڑیاں بنی ہوتی تھیں۔ یہ کوٹھڑیاں ساری کی ساری خالی تھیں۔ صرف کونے والی دو کوٹھڑیوں میں دو ایسے قیدی بند تھے جن کو تھوڑے دنوں میں پھانسی لگنی تھی۔ عنبر نے اپنی منہ بولی بیٹی مارگریٹ کے بیٹے جونی کو پہلے نہیں دیکھا تھا اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ ان دونوں میں سے جونی کون تھا۔

دونوں پھانسی کے مجرم جاگ رہے تھے۔ دونوں گورے تھے ایک کوئی کتاب پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اور دوسرا لیٹا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا اخبار پڑھتے پڑھتے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا اور سسکیاں بھر کر رونے لگا

گارڈ نے اس کی سلاخوں کے پاس آکر کہا۔

"جونی اب رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ تمہیں دو تین دنوں میں پھانسی لگ جائے گی"۔

عنبر سمجھ گیا کہ یہی جونی ہے۔ جونی ایک دبلا پتلا شریفانہ چہرے والا لڑکا تھا وہ کس طرف سے بھی ایسا لڑکا نہیں لگتا تھا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہو۔ اس نے کہا۔

"گارڈ! میں موت کے خوف سے نہیں رو رہا تھا۔ مجھے اس بات پر رونا آ رہا ہے کہ میرے بعد میری ماں کا کیا ہوگا اس کا میرے سوا اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔

اور جونی سسکیاں بھر بھر کر رونے لگا۔ گارڈ نے کہا۔ اچھا اب خاموش ہو جاؤ تمہیں معلوم نہیں کہ جیل میں رونا منع ہے۔

جونی سسکیاں بھرتے بھرتے خاموش ہو گیا۔ اس نے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو قمیض سے پونچھے اور گہری آہ بھر کر دیوار سے ٹیک لگا کر سر جھکا کر بیٹھ گیا گارڈ پہرہ دیتا ہوا ٹہلتا ہوا آگے نکل گیا۔

عنبر سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہئے جونی کو یہ بتاتا کہ وہ اسے فرار کرانے آیا ہے اور تیار ہو جائے اس وقت تک فضول تھا جب تک کہ اس کے فرار کا راستہ صاف نہیں ہو جاتا۔ اس کے راستے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب سے بڑی رکاوٹ تیسری منزل تھا اتنی بلندی سے نیچے اترنے کے لیے رسی کی ضرورت تھی جو عنبر ساتھ لانا بھول گیا تھا۔

عنبر کو معلوم تھا کہ وہ خود تو غائب ہے مگر جونی کو غائب نہیں کر سکتا وہ جب جیل کی کوٹھڑی میں سے نکلے گا تو سب کو پتہ چل جائے گا اور پولیس اسے فوراً گرفتار کر لے گی اور اگر اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو اسے گولی مار دے گی۔

اس صورت میں جونی کی جان کا خطرہ تھا۔

عنبر غور کرنے لگا کہ کون سی ایسی سکیم ہو سکتی ہے۔جس پر عمل کر کے وہ جونی کو یہاں سے بھگا لے جائے۔وہ رات بھی عنبر نے جیل کی عمارت میں گھوم پھر کر گذار دی اس نے دیکھا کہ جیل کی پانچویں منزل پر قیدیوں کے لیے ہسپتال بنا ہوا تھا اور یہاں قیدیوں کو ان کی کوٹھڑیوں میں بار بار جھانکا نہیں جاتا جو قیدی بیمار پڑتا ہے اس کی کوٹھڑی کے باہر پہرہ لگ جاتا ہے مگر اندر بار بار کوئی سپاہی نہیں جاتا تاکہ قیدی کو مکمل آرام مل سکے۔

دل میں یہ فیصلہ کر کے کہ جونی کو جیل سے فرار کروانے کے لیے اسے پانچویں منزل کے ہسپتال میں لانا ہوگا۔عنبر نیچے کی منزل میں آ گیا۔

عنبر اب جونی سے ملاقات کرنا چاہتا تھا وہ اس کی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔

دوپہر کا وقت تھا جونی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے بینچ پر سر جھکائے بیٹھا تھا باہر گارڈ اس کی کوٹھڑی سے دور تھا۔عنبر نے جونی کا نام لے کر آواز دی تو وہ یونہی ذرا سا چونکا اور پھر سر جھکا دیا عنبر نے دوسری بار اسے پکارا تو وہ سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"کون ہے؟"

جونی ڈرا ہوا تھا وہ عنبر کی آواز کو کسی بھوت کی آواز سمجھ رہا تھا عنبر نے کہا۔

"جونی میری آواز سن کر ڈرنا نہیں۔میں کوئی بھوت نہیں ہوں بلکہ ایک انسان ہوں تمہاری طرح کا۔صرف فرق اتنا ہے کہ میں کسی وجہ سے غائب ہو گیا ہوں اور نظر نہیں آتا۔ہو سکتا ہے خدا نے مجھے تمہیں بچانے کے لیے غائب کیا ہو۔کیونکہ مجھے معلوم ہے تم بے گناہ ہو۔"

جونی نے کہا۔

"کیا۔کیا تم مجھے یہاں سے لے جانے کے لیے آئے ہو دوست؟"

"یہ بڑا مشکل کام ہے دوست۔تم ایسا نہیں کر سکو گے۔"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دنیا میں کوئی کام مشکل نہیں ہوتا۔ انسان کو ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ جس طرح میں آپ کو کہوں اسی طرح تم کرو اور میں تمہیں یہاں سے نکال کر تمہاری والدہ کے پاس لے جاؤں گا۔

جونی نے کہا۔

”کیا تم میری ماں سے ملے ہو“

”ہاں۔ عنبر بولا۔ میں تمہاری ماں سے مل کر آرہا ہوں اب تم ایسا کروگے جیسا میں کہوں گا

”ٹھیک ہے“

”ٹھیک ہے۔ جونی بولا۔

گارڈ قریب آگیا اس نے سلاخوں میں جھانک کر دیکھا

”جونی کس سے باتیں کر رہے ہو“

”اپنے آپ سے سر۔ جونی بولا“

گارڈ نے کہا۔

”میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کوٹھڑی میں اکیلے ہو اور ظاہر ہے اپنے آپ سے ہی بات کر رہے ہوگے لیکن حوصلہ کرو اس طرح تم پاگل ہو جاؤ گے۔

عنبر ہنس دیا۔

جونی خاموش ہو گیا۔ گارڈ چلا گیا تو عنبر نے سرگوشی میں

جونی کو وہ سب کچھ سمجھایا جو اس نے کرنا تھا عنبر چلا گیا رات کو جونی نے ایک دم تڑپنا شروع کر دیا۔ سپاہی اور گارڈ وہاں آگئے جونی پیٹ کو پکڑے بُری طرح تڑپ رہا تھا۔

”مر گیا۔ اف۔ میرا پیٹ سخت درد کر رہا ہے

”اُف میں مر گیا۔

اس نے چلا چلا کر آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ اسی وقت ڈاکٹر آگیا۔ اس نے گارڈ کو ہدایت کی کہ جونی کو ہسپتال میں داخل کرایا جائے تھوڑی دیر بعد جونی کو سٹریچر پر ڈال کر اوپر۔ ہسپتال میں پہنچا دیا گیا اسے انجکشن لگایا گیا دوائی پلائی گئی اور جونی نے یوں ظاہر کیا جیسے اسے کچھ سکون آگیا ہے جب ڈاکٹر اور سپاہی اس کے کمرے سے چلے گئے تو عنبر وہاں آگیا اس نے جونی سے کہا۔

”میں نے ساری سکیم سوچ رکھی ہے صبح ہو گی تو بستروں کی چادریں بدلوانے والے آئیں گے ان کے ساتھ ایک ٹرالی ہوتی ہے جس میں وہ پرانی چادریں رکھتے جاتے ہیں اس کے بعد کیا ہو گا۔ میں تمہیں صبح بتاؤں گا۔

عنبر چلا گیا۔ باقی رات عنبر نے جیل کی چھت پر گھومتے پھرتے گذار دی۔ صبح ہوئی تو عنبر نے دیکھا کہ ایک آدمی بڑی سی ٹرالی لیے ہسپتال کے ایک ایک کمرے میں جاتا ہے اور اندر سے میلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چادریں اٹھا کر ٹرالی میں ڈال کر آگے بڑھ جاتا ہے یہ آدمی جب جونی کے کمرے میں داخل ہوا تو عنبر بھی اس کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا۔

اس نے اندر جاتے ہی اس آدمی کے سر کے پیچھے ایک زور دار ہاتھ دے مارا۔ وہ آدمی چکرا کر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔

جونی گھبرا کر بستر سے اٹھا تو عنبر نے کہا۔

"فوراً اس آدمی کے کپڑے پہن لو اور اپنے سر پر اس کی ٹوپی بھی رکھ لو۔

جونی سمجھ گیا کہ یہ کام اس کے غیبی دوست کا ہے۔ وہ جلدی سے بستر پر سے اُٹھا اور میلی چادریں اکٹھی کرنے والے کے کپڑے اتار کر خود پہن لیے

عنبر نے کہا۔

اب ٹرالی میں اپنی بھی گندی چادریں ڈالو اور واپس چلو۔ جیل کے احاطے میں ایک ٹرک کھڑا ہے جو گندے کپڑے جیل سے باہر لے جاتا ہے باقی سکیم میں تمہیں وہاں جا کر بتاؤں گا۔

جونی نے ٹوپی بھی پہن لی اور سر نیچا کر کے سیٹی بجاتے ہوئے بڑی بے نیازی سے میلے کپڑوں کی ٹرالی لے کر کوٹھڑیوں سے

سے باہر نکل آیا عنبر نے کہا۔

"جیل کے احاطے تک تمہارا راستہ صاف ہے۔ وہاں تک تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔ میں تمہیں وہاں ملوں گا۔

جونی ٹرالی لیے بڑے مزے سے کوریڈار میں سے ہو کر لفٹ میں سوار ہو گیا اور نیچے اترنے لگا عنبر بڑی تیزی سے جونی کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ پانچ منٹ بعد گارڈ کے سپاہی آ جائیں گے اور عنبر کی خالی کوٹھڑی دیکھ کر جیل کا الارم بجا دیں گے عنبر جونی کی کوٹھڑی کے پاس آیا تو ایک گارڈ وہاں پہنچ رہا تھا جب وہ گارڈ جونی کی خالی کوٹھڑی کے قریب آیا تو عنبر نے اس کی گردن پر زور سے مکا مارا۔ وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل گر پڑا عنبر نے اس کو گھسیٹ کر جونی کی خالی کوٹھڑی کے بستر پر لیٹا کر اوپر کمبل ڈال دیا

اس کام سے فارغ ہو کر عنبر بڑی تیزی سے نیچے جیل کے احاطے میں آ گیا۔ یہاں احاطے میں ایک ٹرک کھڑا تھا جو جیل سے میلے کپڑے باہر لے جاتا تھا جونی ٹرالی لیے ٹرک کے قریب کھڑا تھا اور ڈرائیور اس میں سے میلی چادریں وغیرہ نکال کر ٹرک کے اندر ڈال رہا تھا۔

عنبر نے آگے بڑھ کر جونی کے کان میں کہا۔

میں اس ڈرائیور کی توجہ دوسری طرف کرتا ہوں تم فوراً

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹرک کے اندر میلے کپڑوں کے ڈھیر میں گھس کر اپنے آپ کو چھپا لینا۔

"اچھا دوست"

جونی نے آہستہ سے کہا۔

عنبر ٹرک کے آگے کی طرف آگیا اس نے ٹرک کے انجن کے بونٹ کو یوں اوپر اٹھا دیا جیسے کھٹکا کھل جانے سے اپنے آپ اوپر اٹھ گیا ہو۔ عنبر نے انجن کی تار کو زور سے ہلایا۔ ٹرک کا ہارن بجنے لگا۔

"ارے۔ یہ کیا ہو گیا انجن کو"

ڈرائیور بھاگ کر انجن کے پاس آکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"کمبخت ضرور آج پھر بونٹ کا کھٹکا کھل گیا ہو گا۔ اس چھکڑے سے اب مجھے نجات حاصل کرنی ہو گی زندگی برباد کر دی ہے اس چھکڑا میل ٹرک نے میری"

ڈرائیور بڑبڑاتے ہوئے انجن کے ہارن کی تار کو الگ کرنے لگا جونی ٹرالی کو پرے دھکیل کر ٹرک کے اندر چھلانگ لگا دی اور اپنے آپ کو کپڑوں کے ڈھیر میں چھپا دیا۔ اتنے میں ڈرائیور بھی انجن کا بونٹ بند کرنے کے بعد آگیا اور خالی ٹرالی کو ذرا پرے کھڑے دیکھ کر بولا۔

"یہ ٹرالی والا کہاں گیا۔ شاید بھاگ گیا ہے سالا"

پھر چلو ہمیں کیا۔

وہ ٹرک پر سوار ہوا اور اسے اسٹارٹ کر کے جیل کے بڑے گیٹ کے پاس آکر رک گیا گیٹ پر کھڑے گارڈ نے ٹرک کے ڈرائیور سے کہا۔

"کارڈ دکھاؤ"

"روز کے گاہک ہیں جناب ہم تو"

جانتا ہوں دوست۔ مگر ڈیوٹی آخر ڈیوٹی ہوتی ہے"

اس نے ڈرائیور کا ایک کارڈ دیکھ کر واپس کیا اور پیچھے آگیا۔ پیچھے ٹرک کے اندر میلی چادروں اور کمبلوں کا ڈھیر لگا تھا۔

آج ڈھیر کچھ زیادہ لگتا ہے اس میں کوئی قیدی تو نہیں چھپا ہوا۔

گارڈ نے مسکرا کر مذاق کرتے ہوئے پوچھا۔

ڈرائیور نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ارے یار! کمبخت کبھی کسی قیدی کو خیال ہی نہیں آیا کہ وہ میرے گندے کپڑوں کے ڈھیر میں چھپ کر بڑی آسانی سے فرار ہو سکتا ہے یار تمہاری جیل کے سارے قیدی نامرد ہیں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گارڈ میلی چادروں اور کمبلوں کے ڈھیر میں ڈنڈا اگھسا گھسا کر دیکھ رہا تھا کہ اس کے اندر کوئی قیدی تو نہیں چھپا ہوا۔ ایک بار تو ڈنڈا چادروں کے ڈھیر میں چھپے ہوئے جونی کے پیٹ میں جا کر زور سے لگا درد سے اس کی چیخ نکلتے بچی مگر اس نے جلدی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا یہ اس کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔

گارڈ نے کہا۔

"اوکے۔ سب ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔

تھینک یو۔" ڈرائیور نے سر جھکا کر کہا۔

اس نے ٹرک اسٹارٹ کیا اور جیل کے گیٹ سے باہر کھلی اور آزاد فضا میں نکل گیا۔

عنبر اس ٹرک میں پیچھے کپڑوں کے ڈھیر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

وہ اس وقت بھی بیٹھا ہوا تھا جب پہرے دار گارڈ ڈھیر میں ڈنڈے گھسیٹر رہا تھا اگر اسے جونی کا پتہ چل جاتا تو عنبر نے سوچ رکھا تھا کہ وہ گارڈ کی گردن توڑ ڈالے گا تاکہ وہ آواز بھی نہ نکال سکے۔

لیکن یہ مشکل وقت بھی گذر گیا اور اب ٹرک جیل سے نکل کر شہر کی آزاد فضاؤں میں سے گذر رہا تھا۔

جونی نے بھی کپڑوں کے ڈھیر میں سے سر باہر نکال کر کھلی فضاؤں میں دیکھا اور مسکرا دیا عنبر نے اس کے سر پر آہستہ سے چپت مار کر کہا۔

"ابھی چھپے رہو۔"

اور جونی نے جلدی سے گردن کپڑوں کے ڈھیر کے اندر کر لی ٹرک شہر کے بازاروں سے نکل کر دریا کے کنارے آ گیا۔ یہاں ایک گھاٹ پر بہت بڑا واشنگ سٹور تھا ٹرک کی رفتار ہلکی ہوئی تو عنبر نے جونی سے کہا۔

"باہر چھلانگ لگا دو۔"

جونی نے باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ گھاس میں گر پڑا۔ عنبر بھی اس کے پاس آ گیا اس نے کہا۔

"تم اس جگہ گھاس میں چھپے رہو۔ میں تمہارے لیے نیا جوڑا کپڑوں کا لاتا ہوں تاکہ تم یہ جیل کی وردی بدل سکو۔

عنبر واشنگ مشین پر گیا۔ یہاں بے شمار پتلونوں اور جیکٹوں کے ڈھیر لگے تھے عنبر نے ایک پتلون اور جیکٹ اٹھائی اور جونی کے پاس آ کر اس کے آگے پھینک دی۔

"اسے پہن لو جونی۔"

جونی نے جیل کے کپڑے اتار کر دوسرے شہریوں جیسے کپڑے پہن لیے۔ عنبر اسے لے کر سڑک پر آ گیا۔ یہاں انہوں نے ایک ٹیکسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لی اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

جونی کی ماں نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس سے لپٹ گئی ماں بیٹے کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"تم لوگوں کو اس گھر میں نہیں رہنا ہو گا یہاں سے جلدی سے نکل جاؤ کیونکہ جونی کے فرار کا علم ہو چکا ہو گا اور پولیس یہاں آ رہی ہو گی۔

راستے میں عنبر نے جونی کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دی تھی کہ اس کی ماں اسے اس کے باپ کی روح سمجھ رہی ہے جبکہ وہ کوئی روح نہیں ہے۔

"میں چاہتا ہوں جونی کہ تم اپنی ماں کو یہی سمجھنے دو کہ میں تمہارے نانا کی روح ہوں اسے یہ مت بتانا کہ میں روح نہیں ہوں"

چنانچہ جونی کی ماں نے کہا۔

"ڈیڈی ہم کہاں جائیں"

عنبر نے کہا۔ میرے ساتھ چلو"

عنبر نے ٹیکسی کروائی گھر کو تالا لگوایا اور دونوں ماں بیٹے کو ساتھ لے کر ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔ عنبر نے جونی کو سمجھا دیا تھا کہ وہ ٹیکسی ڈرائیور کو کہے کہ وہ شہر سے باہر چلے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹیکسی جب شہر سے کافی دور باہر نکل آئی تو عنبر نے ٹیکسی سمندر کی طرف جانے والی سڑک پر ڈالنے کو کہا ٹیکسی سارا دن اس سڑک پر چلتی رہی شام کو انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی وہ اس گاؤں کی چھوٹی سی بندرگاہ پر آ گئے۔ یہاں سے چھوٹے جہاز فرانس کی بندرگاہ کیلے تک جاتے تھے عنبر نے مارگریٹ سے کہا۔

"بیٹی! یہاں سے تمہارا میرا ساتھ ختم ہوتا ہے تم اپنے بیٹے کو لے کر جہاز میں سوار ہو کر فرانس کی طرف چلی جاؤ۔ میں واپس جنت کی طرف جا رہا ہوں۔

مارگریٹ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے کہا۔

"ڈیڈی آپ پھر کب ملیں گے؟"

عنبر نے کہا۔

"پھر کبھی جب تمہیں میری ضرورت ہو گی میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔"

پھر اس نے جونی سے کہا۔

"جونی بیٹا۔ اپنی ماں کا خیال رکھنا اس کی خدمت کرنا اور لندن کبھی نہ جانا۔

جونی نے مسکرا کر کہا۔

فکر نہ کریں نانا جان! میں اپنی ماں کی خدمت کروں گا اور فرانس میں رہ کر روزی کماؤں گا۔

عنبر نے کہا۔

شاباش بیٹا۔ اچھا خدا حافظ۔

"خدا حافظ ڈیڈی"

اور عنبر وہاں سے واپس روانہ ہو گیا۔

پیارے دوستو۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ناگ، ماریا کے گم ہو جانے کے بعد گھوڑے پر سوار ماریا اور عنبر کی تلاش میں چلا جا رہا تھا وہ دمشق کے ملک کے قریب پہنچ رہا تھا۔

دوسری طرف ماریا اور کیٹی جیسا کہ آپ نے پچھلی قسط میں پڑھا ہو گا۔ بمبئی میں دلیپ کمار کے گھر میں رہ رہی تھیں اور دلیپ کمار کے یہ کہنے پر کہ وہ درگاہ شریف پر جا کر اپنے بھائیوں سے ملنے کے لئے دعا کریں چنانچہ ماریا اور کیٹی دلیپ کمار کی گاڑی میں بیٹھ کر سمندر میں بنی ہوئی درگاہ شریف پہنچیں۔ یہ بڑی خوبصورت درگاہ تھی۔ چمکتا ہوا گنبد بنا تھا۔ مزار پہ قوالی ہو رہی تھی۔ لوگ پھول چڑھا رہے تھے۔ ماریا اور کیٹی ایک طرف سے ہو کر درگاہ کے اندر آ گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہوں نے ناگ اور عنبر سے ملنے کے لیے دعا کی اور درگاہ کے پیچھے آگئیں جہاں سمندر میں بڑی بڑی چٹانیں کھڑی تھیں ماریا اور کیٹی یہاں بیٹھ گئیں۔ وہ ناگ اور عنبر کے بارے میں باتیں کرتی رہیں۔

ماریا نے کہا۔

"وہ ناگ میرے بانسری بجا کر گم ہو جانے پر تم پریشان ہوا ہوگا"

کیٹی بولی "

یہ تو ہمارے سفر کا ایک حصّہ بن گیا ہے ماریا بہن" کبھی ملتے ہیں اور کبھی جدا ہو جاتے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"کیٹی۔ کیا تمہیں اپنے سیارے کی دنیا یاد نہیں آتی"

کیٹی نے کہا۔

"میرے سیارے کی مخلوق میری دشمن ہے۔ وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتی ہے میں اپنی دنیا میں کبھی نہیں واپس جانا چاہتی"

کیٹی نے کہا۔

کیٹی نے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا سمندر کی طرف سے ہلکی ہوا آ رہی تھی لہریں آکر چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ باتیں کرتے

کرتے انہیں معلوم ہی نہ ہوا کہ سورج غروب ہو گیا ہے۔ جب وہ واپس جانے کے لئے چٹان سے پیچھے آئیں تو دیکھا کہ سمندر کا پانی درگاہ شریف کے چاروں طرف پھیل گیا تھا اور باہر جانے کا راستہ بند ہو گیا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"اب ہمیں یہ رات اسی جگہ بسر کرنی ہوگی کیونکہ سمندر کا پانی صبح واپس جائے گا۔"

کیٹی بولی "

کوئی بات نہیں۔ ہمیں کونسا شہر جا کر کھانا لینا تھا۔ رات اسی جگہ بیٹھے باتیں کرتی رہیں گی۔"

انہوں نے درگاہ شریف کا ایک اور چکر لگایا اور جس طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں وہاں جا کر چٹان پر بیٹھ گئیں ماریا تو غائب تھی۔ لوگ صرف ایک لڑکی کو بیٹھا دیکھ رہے تھے جو کیٹی تھی۔

تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک سادھو وہاں آگیا۔ اس نے کہا۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو"

ماریا نے چونک کر سادھو کو دیکھا کیونکہ سادھو نے "دونوں" کو مخاطب کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس نے کیٹی کے ساتھ ماریا کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو بھی دیکھ لیا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"سادھو مہاراج۔ کیا آپ میری سہیلی کو دیکھ رہے ہیں"

سادھو مسکرایا۔ "میں تمہاری سہیلی کو بھی دیکھ رہا ہوں اور تمہاری چھ کور آنکھوں کو بھی پھٹنے کے قریب دیکھ رہا ہوں۔"

ماریا اور کیٹی چٹان سے اتر کر سادھو کے پاس آ گئیں۔ ماریا نے کہا۔

"سادھو جی! اگر آپ ایک غائب اور نظر نہ آنے والی عورت کو دیکھ سکتے ہیں تو یہ بتائیے کہ ہمارے بھائی ناگ اور عنبر کہاں ہیں۔

سادھو بولا۔

"یہ بھگوان کا راز ہے۔ اس کو میں نہیں کھول سکتا۔ میں بتانا بھی چاہوں تو نہیں بتا سکتا۔

کیٹی نے کہا۔

پھر تو آپ ہماری مدد نہیں کر سکتے۔"

سادھو بولا۔

"میں تمہیں اس جگہ لے سکتا ہوں جہاں سے تم اپنے بھائیوں ناگ اور عنبر کو ملنے کے لیے اپنا سفر شروع کر سکتی ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"وہ کون سی جگہ ہے؟"

"سادھو نے کہا۔"

وہ جگہ یہاں سے تھوڑی دور سمندر میں ایک چٹان کے اندر ہے میرے ساتھ آؤ۔

ماریا اور کیٹی کچھ ہچکچائیں۔ پھر سادھو کے ساتھ روانہ ہو گئیں سادھو سمندر کے کنارے آ گیا۔ یہاں ایک کشتی کھڑی تھی۔ سادھو نے کہا۔"

"اس کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی تمہیں اس چٹان کے پاس لے جائے گی جس کے اندر ایک جادو کا غار ہے اس غار میں داخل ہونے کے بعد تم ناگ اور عنبر کے شہروں کو جانے والی سڑک کا سراغ لگا سکتی ہو۔

ماریا اور کیٹی کشتی میں بیٹھ گئیں اور کشتی سمندر میں بہنے لگی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رات کے اندھیرے میں کشتی سمندر میں چلی جا رہی تھی۔
آسمان پر تارے چمک رہے تھے کشتی بمبئی کی روشنیوں سے
دور ہوتی جا رہی تھی ماریا نے سادھو سے پوچھا۔

"سادھو مہاراج۔ وہ چٹان کہاں ہے جہاں آپ ہمیں
لئے جا رہے ہیں؟"

سادھو نے مسکرا کر کہا۔

"میری بچی۔ گھبرا مت۔ وہ سامنے دیکھو۔ ایک چٹان
سمندر میں سے ابھری ہوئی ہے۔ یہی وہ چٹان ہے"

ماریا نے دیکھا کہ سمندر میں مشرق کی طرف ایک تکونی چٹان اُبھر
ہوئی تھی کیٹی خاموش تھی دونوں ایک ہی بات سوچ رہی تھیں
کہ یہ پراسرار سادھو کیا انہیں نیک نیت سے لے جا رہا ہے یا ان
کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔

کشتی چٹان کے قریب ایک طرف جا کر کھڑی ہو گئی سادھو
نے کیٹی اور ماریا کو ساتھ لیا اور چٹان میں بنی ہوئی ایک غار میں
لے کر آ گیا۔

غار تاریک تھا اور کیٹی اور ماریا سنبھل سنبھل کر چل رہی تھیں
سادھو غار کے اندر دور تک چلا گیا یہاں ایک کوٹھڑی بنی
ہوئی تھی۔ سادھو نے کوٹھڑی میں موم بتی جلائی۔ روشنی ہوئی۔
سادھو نے کہا۔

"میری بچیو۔ تم یہاں آرام کرو۔ میں تمہیں اس وقت ملوں
گا۔ جب سمندر پر سورج طلوع ہو رہا ہو گا پھر میں
تمہیں اس غار کے اندر اس جگہ لے چلوں گا جہاں سے
ایک اندھیری پگ ڈنڈی سمندر کے اندر ہی اندر سے
ہوتی ہوئی اس جنگل میں چلی جاتی ہے۔ جہاں تمہاری
ملاقات تمہارے بھائیوں سے ہو گی۔"

سادھو کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی کیٹی نے کہا۔

"ماریا! مجھے اس سادھو کی نیت خراب لگتی ہے۔ تمہارا
کیا خیال ہے؟"

ماریا بولی"

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ معلوم کروں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ یہ سادھو کون ہے اور چاہتا کیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر تمہیں بہت ہوشیار رہنا ہوگا کیوں کہ یہ سادھو تمہیں دیکھ سکتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ سادھو کوئی آسمانی آدمی نہیں ہے ضرور اس کے پاس کوئی ایسا جادو ہے جس کی وجہ سے یہ مجھے دیکھ سکتا ہے۔ اگر کسی طرح سے وہ جادو ختم کر دیا جائے تو یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا لیکن اس سے پہلے میں یہ پتہ کرنا چاہتی ہوں کہ یہ سادھو اصل میں کون ہے اور ہمیں یہاں کس نیت کے ساتھ لایا ہے۔"

کیٹی نے کہا

"کیا تم کوٹھڑی سے باہر جاؤ گی۔"

"ہاں۔ مجھے جانا ہی ہوگا تم کوٹھڑی میں آرام سے بیٹھی رہو میں تھوڑی دیر میں آؤں گی۔"

ماریا خاموشی سے کوٹھڑی کے بند دروازے میں سے باہر نکل گئی چٹان کی غار میں اندھیرا تھا مگر ماریا سب کچھ دیکھ سکتی تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ بڑے آرام سے دبے دبے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی ماریا نے سوچا کہ شاید سادھو کو یہ علم نہیں تھا کہ ماریا

اگر غائب ہو سکتی ہے تو وہ بند دروازے میں سے بھی گذر سکتی ہے کیونکہ اس نے کوٹھڑی کا دروازہ باہر سے بند کر کے تالا لگا دیا تھا۔

اب ماریا کو یقین ہو گیا تھا کہ سادھو کی نیت اچھی نہیں ہے کیونکہ اس نے ان دونوں کو کوٹھڑی میں بند کر کے باہر تالا لگا دیا تھا۔

ماریا اندھیرے میں چٹان کے اندر غار میں چلتے چلتے ایک جگہ پہنچی تو اسے آواز سنائی دی یہ آواز سادھو کی تھی اس نے ایک جگہ دیوار کے ساتھ کان لگا دیا۔ آواز دیوار کی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔ سادھو کہہ رہا تھا

"گورو بھگوان! میں خوش قسمت ہوں کہ آپ نے پہلے ہی دن میری آنکھوں میں غیبی چیزوں کو دیکھنے والا سرمہ لگایا اور میں نے ایک ایسی عورت کو دیکھ لیا جو غائب تھی میں اسے آپ کے حکم کے مطابق یہاں لے آیا ہوں اب آپ اس عورت کو قبول کریں اور اس کی ساتھی عورت کو چاہے آزاد کر دیں چاہے ہلاک کروا لیں آپ نے میرے ساتھ جو شرط لگائی تھی اسے پورا کریں

ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے جو سوچا تھا وہی نکلا سادھو ان دونوں کو دھوکے سے یہاں لایا تھا اور اس نے ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سو صرف اس لیے دیکھ لیا تھا کہ اس نے اپنے کسی گورد بھان کا دیا ہوا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگایا ہوا تھا ماریا غور سے سادھو کی بات سننے لگی۔

اب کسی گورد بھان کی آواز سنائی دی۔

تم نے اپنی شرط پوری کر دی ہے۔ میں خوش ہوں۔

اب میں اس غیبی عورت کو ماکشش کے دربار میں پیش کر کے اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رکھنے والی انگوٹھی حاصل کر سکوں گا۔

سادھو نے کہا۔

میری شرط بھی پوری کریں گورد بھان۔"

گورد بھان کی آواز آئی

یہ لو اس سرمے کی ڈبیا جس کو آنکھوں میں لگانے سے تم غیب کی چیزوں کو دیکھ سکو گے یہ سرمہ تمہاری ساری زندگی کے لیے کافی ہوگا۔

سادھو نے کہا۔

"شکریہ گورد بھان! میں جاتا ہوں"

ماریا دیوار کے ساتھ اندھیرے میں ہو گئی پھر اسے خیال آیا کہ سادھو تو اسے دیکھ سکتا ہے۔ وہ وہاں سے واپس بھاگی اور اپنی کوٹھی میں کیٹی کے پاس واپس آ گئی اس نے آ کر ساری باتیں کیٹی

کو بتا دیں کیٹی پریشان ہو گئی۔ کہنے لگی

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیے"

ماریا نے کہا۔

وہ سادھو جا رہا ہے وہ چلا جائے تو ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔

کیٹی بولی۔ وہ تو کشتی لے جائے گا پھر ہم کیسے واپس جائیں گی

ماریا نے کہا۔

"تم بھول گئی ہو کہ تم چٹکی بجا کر پرندہ بھی بن سکتی ہو۔

کیٹی نے اچھل کر کہا۔

"ارے ہاں۔ میں اپنی چٹکی کو تو بھول ہی گئی تھی میں اپنی چٹکی سے اور بھی کام لے سکتی ہوں۔

ماریا نے پوچھا۔

"اور کونسا کام تم لینا چاہتی ہو؟

کیٹی بولی"

میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ یہ گورد بھان کیا چاہتا ہے اور اس نے ہمیں یہاں کس لیے اغوا کرایا ہے۔

ماریا نے کہا۔

"اس جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے کیٹی۔ خواہ مخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں کیونکہ جو گورد بھان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غیب کی چیزیں دیکھنے والا سرمہ اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

وہ دوسری طاقتیں بھی رکھتا ہوگا۔

کیٹی خاموش ہو گئی کیونکہ اسے غار کے باہر کسی کے قدموں کی آواز آئی تھی ماریا نے کہا۔

"سادھو واپس جا رہا ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد ماریا نے غار میں سے نکل کر دیکھا کہ سادھو کشتی میں سوار ہو کر واپس شہر کی طرف جا رہا تھا ماریا نے واپس مڑ کر کیٹی کو بتایا کہ سادھو چلا گیا ہے۔

اب ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے

کیٹی نے کہا

اگر میں چٹکی بجا کر سادھو کی شکل بدل لوں تو گوروبھان کے پاس جا کر اس کی نیت معلوم کر سکتی ہوں۔

ماریا بولی "

اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیٹی چلو یہاں سے نکل چلیں

کیٹی نے کہا۔

جیسے تمہاری مرضی۔"

ماریا نے کیٹی کو بتایا کہ کوٹھڑی کے باہر تالا لگا ہوا ہے۔

میں دروازے میں سے نکل جاتی ہوں تم کوئی کیڑا مکوڑہ

کے باہر تمہارا انتظار کروں گی۔

ماریا چلی گئی کیٹی نے ایک چیونٹی کی شکل اپنے ذہن میں جمائی اور چٹکی بجا دی۔ چٹکی کے بجاتے ہی کیٹی کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ وہ چیونٹی بننے کی بجائے پتھر کی مورتی بن چکی تھی۔ مگر اس کی پتھر آنکھیں زندہ تھیں وہ محسوس بھی کر سکتی تھی مگر اپنی جگہ سے ایک قدم نہیں اٹھا سکتی تھی اور دیکھ بھی سکتی تھی نہ اپنا ہاتھ ہلا سکتی تھی وہ ساری کی ساری پتھر کی بن گئی تھی۔

اتنے میں کوٹھڑی کا دروازہ اپنے آپ کھل گیا اور سامنے ایک لمبی سفید داڑھی والا موٹا آدمی کھڑا تھا جس نے کالے منکوں کی مالا پہن رکھی تھی اور سر منڈا ہوا تھا اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا کوئی جادو یہاں نہیں چل سکتا یہاں اس غار میں میرا جادو چلتا ہے۔ میں نے تمہیں پتھر کی مورتی بنا دیا ہے اب ساری زندگی بلکہ جب تک یہ چٹان سمندر میں قائم ہے تم اس غار میں رہو گی۔

کیٹی سن رہی تھی مگر بول نہیں سکتی تھی گوروبھان نے کہا "میں جانتا ہوں کہ تم کیا سوچ رہی ہو تم اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہی ہو جو تمہاری سہیلی ہے اور جو غائب ہے تمہیں یہ سن کر پریشانی ہو گی کہ تمہاری غیبی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں قید کر لیا ہے

کیٹی پریشان ہو گئی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی مشکل میں پھنس گئی تھی۔ گورو بھان نے کہا۔

"میں ایک غیبی عورت کی مدت سے تلاش میں تھا میرے شاگرد سادھو نے آخر میرے سرمے کی مدد سے بہت جلد ایک غیبی عورت کو میرے پاس لانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ یہ میری بہت بڑی فتح ہے اب مجھے ایک راکشش کا انتظار ہے جو اندھیری رات میں اس مہینے کی آخری اتوار کو یہاں آئے گا۔ وہ ماریا کو ایک مرتبان میں بند کر کے لے جائے گا اور مجھے وہ انگوٹھی دے گا جس کو انگلی میں پہن کر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاؤں گا اور مجھے کبھی موت نہیں آئے گی۔

اور گورو بھان قہقہہ لگا کر ہنسا اور کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔

ادھر کیٹی غار کی کوٹھڑی میں پتھر کی مورتی بنی کھڑی تھی اور دوسری طرف غار کے باہر ایک تنگ و تاریک کنوئیں میں ماریا قید میں پڑی تھی کنوئیں کے اوپر بہت بڑا پتھر رکھ دیا گیا تھا۔

ماریا کنوئیں میں خاموش اور اداس بیٹھی تھی اسے کیٹی کا خیال آ رہا تھا کہ اس پر کیا گزری ہو گی ویسے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ چٹکی بجا کر کوئی دوسری شکل اختیار کرنے میں کامیاب نہیں ہو کی ہو گی گورو بھان

کے جادو نے اسے بھی قید کر لیا ہو گا۔ گورو بھان بہت بڑے جادو کا مالک تھا۔ ماریا غار کے باہر آ گئی ہی تھی کہ اسے ایک دھکا لگا اور وہ اچھل کر ایک قریبی کنوئیں میں گر پڑی اور چھپاک کی آواز کے ساتھ کنوئیں کے اوپر ایک پتھر آن گرا اور کنوئیں کا منہ بند ہو گیا ماریا گورو بھان کے جادو سے بہت متاثر ہوئی تھی۔ جانتی تھی کہ ایسے زبردست جادوگر کے قبضے سے وہ اور کیٹی آسانی سے نہیں نکل سکیں گی اب اسے اس راکشش کا انتظار تھا جس کے دربار میں گورو بھان نے اسے پیش کر کے اس نے غیر فانی جادو کی انگوٹھی حاصل کرنی تھی۔

اب ہم ان دونوں سہیلیوں کو تھوڑی دیر کے لیے اس سمندری چٹان میں چھوڑتے ہیں اور چل کر ناگ کی خبر لیتے ہیں۔

اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ عنبر ماڈرن لندن کے شہر میں ناگ اور ماریا کی تلاش میں گھوم پھر رہا تھا ماریا اور کیٹی جادوگر گورو بھان کے زبردست جادو کے اثر میں آ کر اس کے قبضے میں جا چکی ہیں۔

اور ناگ گھوڑے پر سوار ملک دمشق کی سرحد کی طرف جا رہا تھا دن ڈوب رہا تھا۔ صحرائی ٹیلوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے۔ آج سے دو ہزار سال پہلے کے شہر دمشق کے مکانوں کی دیواریں دور سے ناگ کو صاف نظر آ رہی تھی ناگ شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر میں رونق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ دکانوں پر لوگ سودا سلف خرید رہے تھے ٹھنڈا پانی بیچنے والے گھوم پھر رہے تھے ناگ گھوڑے پر بیٹھا شہر کی ایک سڑک پر چلا جا رہا تھا اندھیرا ہو گیا دکانوں اور مکانوں میں شمعیں روشن ہو گئیں ناگ کچھ دیر شہر کے بازاروں میں گھومتا پھرتا رہا۔ پھر وہ ایک باغ میں آکر گھوڑے سے اتر گیا گھوڑے کو اس نے کھول دیا اور پیدل شہر کی دیوار کی طرف یونہی آکر ٹہلنے لگا وہ عنبر ماریا اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ نہ جانے وہ کہاں ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے۔

رات گہری ہو گئی شہر سنسان ہو گیا لوگ اپنے اپنے مکانوں میں سو گئے کہیں کہیں سے چوکیدار کی آواز سنائی دے جاتی تھی ناگ ٹہلتے ٹہلتے شہر کی دیوار سے ہٹ کر ایک پرانی حویلی کی دیوار کے ساتھ آکر بیٹھ گیا سوچنے لگا کہ وہ دمشق میں کب تک یونہی آوارہ پھرتا رہے گا اسے صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل جانا چاہیئے تاکہ ملک افریقہ میں جاکر عنبر ماریا اور کیٹی کا سراغ لگانے کی کوشش کرنی چاہیئے

ناگ کے چاروں طرف خاموشی اور اندھیرا تھا آسمان نیلا تھا اور ستارے چمک رہے تھے ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی میں درخت اور مکان بڑے پُراسرار لگ رہے تھے ناگ کو اپنے اوپر ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی اس نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔ تو اسے کوئی شے حویلی کی دیوار سے لگی آہستہ آہستہ نیچے آتی دکھائی دی۔

ناگ دیوار کے ساتھ سے اٹھا اور سامنے درختوں کے پیچھے جاکر چھپ گیا اور دیکھنے لگا۔ کہ حویلی کی دیوار سے یہ کیا چیز نیچے آرہی ہے۔

ناگ کو اندھیرے میں ایک صندوق رسّے کے ساتھ بندھا حویلی کی دیوار سے نیچے آتا دکھائی دیا نیچے بھی اب دو آدمی کہیں سے نکل کر آگئے تھے۔ جونہی صندوق زمین پر آیا۔ دونوں آدمیوں نے اسے اٹھایا اور ان درختوں کی طرف آئے جہاں ناگ چھپا ہوا تھا۔ دونوں آدمی صندوق کو جھاڑیوں کے پاس رکھ کر واپس چلے گئے ناگ اندھیرے میں سے نکل کر صندوق کے پاس آیا اور اسے غور سے تکنے لگا۔ یہ ایک بڑا صندوق تھا ناگ نے اسے ہلایا تو وہ کافی بھاری تھا وہ سوچنے لگا کہ اس کے اندر کیا چیز ہو گی جس کو اتنے پُراسرار طریقے سے آدھی رات کے وقت حویلی کی دیوار سے نیچے اتارا گیا ہے۔ صندوق پر تالا پڑا ہوا تھا۔

ناگ کو صندوق میں ایک چھوٹا سا سوراخ نظر آیا۔

اس نے گہرا سانس کھینچا اور چھوٹا سانپ بن کر صندوق کے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا اندر اندھیرا تھا ناگ نے گردن اٹھا کر دیکھا کہ وہ ایک عورت کی لاش پر بیٹھا تھا جس کا گلا اور ہاتھ پیر کاٹ کر اس کے سینے پر رکھ دیئے گئے ناگ سمجھ گیا کہ یہ لوگ کسی عورت کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش صندوق میں بند کرکے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہیں پھینکنے والے ہیں۔ اندر سے صندوق بہت ہی تنگ تھا اور ایک سخت قسم کی بُو پھیلی ہوئی تھی ناگ کا سر چکرانے لگا خدا جانے یہ کس دوائی کی تیز بُو ہے ناگ نے سوچا کہ اسے باہر نکل جانا چاہیے اس نے گہرا سانس لیا۔

اس خیال سے کہ وہ اس سے بھی کوئی چھوٹا کیڑا بن کر صندوق میں سے نکل جائے گا کیونکہ سانپ کے روپ میں ناگ کو سانس لینے میں بڑی مشکل پیش آ رہی تھی۔ جونہی اس نے گہرا سانس لیا صندوق میں پھیلی ہوئی

تیز بُو کا ایک پورا بھپکا اس کے جسم میں داخل ہو گیا۔ جس نے اس کے ذہن کو ایک بار پھر چکرا کر رکھ دیا اور وہ نیم بے ہوش ہونے لگا وہ دوسری شکل نہیں بدل سکا تھا، کیونکہ اس نے صندوق میں پھیلی ہوئی تیز بُو کی وجہ سے پورا سانس اندر نہیں کھینچا تھا۔

جونہی اس نے دوسری بار سانس اندر کھینچا وہ بے ہوش ہو گیا۔ صندوق کی تیز بُو اپنا کام کر چکی تھی ادھر باغ میں وہی دو آدمی ایک چھکڑا لے کر آ گئے جس کے آگے دو گھوڑے جُتے ہوئے تھے انہوں نے لاش والا صندوق اٹھا کر چھکڑے پر لادا اور چھکڑا لے کر دریا کی طرف چل پڑے۔

دریا وہاں سے دس کوس کے فاصلے پر تھا انہوں نے دریا پر

صندوق کو چھکڑے پر سے اتارا اور ایک اونچی جگہ سے نیچے دریا میں پھینک دیا صندوق دریا میں گرتے ہی پانی میں ایک بار نیچے گہرائی میں چلا گیا۔ پھر اوپر اُبھرا اور دریا کی لہروں کے ساتھ سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ساری رات دریا میں سفر کرتا رہا۔ ناگ اور کٹی ہوئی عورت کی لاش کے اوپر بے ہوش پڑا تھا۔ صندوق دوسرے دن دوپہر کے وقت کھلے سمندر میں داخل ہو گیا۔ یہاں دریا سمندر میں جا گرتا ہے۔

جب صندوق کو سمندر میں تیرتے دو دن ہو گئے تو ناگ کو ہوش آ گیا۔ صندوق کے سوراخ میں سے پانی صندوق کے اندر داخل ہو گیا تھا مگر لکڑی ہونے کی وجہ سے وہ لہروں پر ابھی تک تیر رہا تھا سمندر کے پانی نے صندوق کی تیز بو کو کم کر دیا تھا۔ ناگ نے ہوش میں آ کر پہلا کام یہ کیا کہ گہرا سانس لے کر اپنے آپ کو ایک بڑی مچھلی کے روپ میں تبدیل کر لیا۔ بڑی مچھلی بنتے ہی صندوق ٹوٹ گیا۔ اور ناگ باہر نکل آیا۔

اس نے دیکھا کہ وہ کھلے سمندر میں بہا چلا جا رہا تھا۔ اس کے چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔ بڑی بڑی سمندری لہریں دور دور سے آ رہی تھیں۔ ناگ مچھلی کے روپ میں سمندر میں دیر تک تیرتا رہا۔ اُسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کس طرف اور کدھر جا رہا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب وہ مچھلی بن کر تیرتے تیرتے کچھ تھک سا گیا تو اس نے گہرا سانس لے کر باز کی شکل اختیار کر لی اور سمندر کے اوپر اڑنا شروع کر دیا۔

باز بننے سے اس کی رفتار کافی تیز ہو گئی تھی اور وہ مشرق کی طرف اڑتا چلا جا رہا تھا سارا دن اور ساری رات ناگ باز کی شکل میں اڑتا رہا۔ دو دن بعد ناگ کو دور زمین کی کالی لکیر دکھائی دی اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ قریب جا کر ناگ نے دیکھا کہ جس کو وہ زمین سمجھتا تھا وہ چھوٹی چھوٹی چٹانیں تھیں جو سمندر میں دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ناگ ان کے اوپر سے گزر گیا ایک بار پھر چاروں طرف سمندر ہی سمندر نظر آنے لگا۔

شام تک اڑتے رہنے کے بعد ناگ کو دور ایک بار پھر زمین دکھائی دی یہ ایک جزیرہ تھا جس میں پہاڑیاں اور جنگل تھے۔ ناریل کے درخت سمندر کے کنارے ساتھ ساتھ اُگے ہوئے تھے۔ ناگ نے سارے جزیرے کا اڑ کر ایک چکر لگایا اس جزیرے کے پیچھے دو تین اور بھی چھوٹے چھوٹے جزیرے بنے ہوئے تھے۔ بڑے جزیرے کے درمیان ایک گول عمارت بنی ہوئی تھی۔ مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی بندرگاہ تھی جہاں دو تین چھوٹے جہاز کھڑے تھے۔

ناگ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ یہ جزیرہ آباد تھا اور یہاں انسان رہتے تھے۔ ناگ بندرگاہ کی طرف آ کر ایک جگہ ناریل کے درختوں کے درمیان اتر گیا زمین پر اترتے ہی اس نے گہرا سانس بھر کر انسان کی شکل اختیار کر لی وہ پھر سے ناگ بن گیا اور بندرگاہ کے پاس آ کر جہازوں کو تکنے لگا وہ پرانے زمانے سے نکل کر نئی اور ماڈرن دنیا میں آ چکا تھا کیونکہ اسے چھوٹے جہازوں کے اوپر راڈار اور بجلی کے بلب لگے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

ایک قلی سامان کا ریڑھا لیے ناگ کے قریب سے گزرا تو ناگ نے اس سے انگریزی میں پوچھا کہ اس جزیرے کا نام کیا ہے۔ قلی نے کوئی جواب نہ دیا وہ انگریزی نہیں سمجھتا تھا وہ آگے نکل گیا۔ ناگ بندرگاہ کے بڑے گیٹ کی طرف آ گیا یہاں اس نے بورڈ پر انگریزی میں لکھا ہوا دیکھا۔

"پورٹ بلیئر۔ انڈیا"

ناگ کو سمجھنے میں ذرا دیر نہ لگی کہ وہ ہندوستان کے ساحل سے بہت پیچھے بحرِ ہند میں کالے پانی کے جزیرے میں پہنچ گیا تھا۔ ایک زمانہ تھا کہ یہاں قیدیوں کو عمر قید کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ لیکن اب یہاں وہ جیل خانہ بھی بند کر دیا گیا تھا۔ ناگ جزیرے کے بازار میں پھرنے لگا۔ یہاں ایک ہی بازار تھا جو بہت چھوٹا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور چائے اور پھل کی دو دکانیں تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ کالے پانی کے جزیرے میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اُسے چاہیئے کہ وہ ہندوستان کے کسی شہر میں چل کر عنبر اور ماریا کو تلاش کرے کیونکہ بڑے شہر میں ان لوگوں سے ملاقات کا زیادہ امکان یا چانس تھا۔

چنانچہ ناگ بندرگاہ پر آگیا کہ معلوم کرے کہ یہاں سے ہندوستان کی طرف بحری جہاز کب جاتا ہے۔ پرندہ بن کر اڑنا ناگ کو زیادہ پسند نہیں تھا۔ وہ پہلے ہی پرندہ بن کر کافی سفر کر چکا تھا

بندرگاہ پر ایک سکھ کرسی پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔

ناگ کو معلوم تھا کہ یہ ہندوستان کا باشندہ ہے اور اردو سمجھ لیتا ہے۔ اس نے سکھ آدمی سے پوچھا کہ ہندوستان کو جہاز کب جائے گا۔ سکھ نے کہا۔

"مہینے میں دو بار جہاز جاتا ہے۔ ابھی کل ایک جہاز گیا ہے۔ اب پندرہ دنوں کے بعد جائے گا مگر تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا۔

میں یہاں محنت مزدوری کرتا ہوں سردار جی! اب واپس اپنے وطن مدراس جانا چاہتا ہوں

ناگ بمبئی اور مدراس کی سیر کر چکا تھا۔ سکھ بولا۔

"کیا تم مدراس کے رہنے والے ہو۔"

ناگ بولا "جی ہاں"

سکھ چائے پینے لگا۔ ناگ نے جو کچھ پتہ کرنا تھا پتہ کر لیا تھا وہ واپس مڑ گیا اب اسے پندرہ دن اسی جزیرے میں رہنا تھا پرندہ بن کر وہ اڑ کر جا سکتا تھا لیکن فضا میں سمت کو ٹھیک رکھنا مشکل تھا ہو سکتا تھا کہ وہ بھٹک جائے اور کسی اور ہی جزیرے پر پہنچ جائے۔

اسی طرح جزیرے پر شام ہو گئی اندھیرا پھیل گیا۔ ناگ نے خیال کیا کہ یہاں کسی جگہ رات بسر کرنے کی بجائے بہتر ہے کہ وہ جنگل میں جا کر کسی درخت کے نیچے گھاس پر لیٹ کر رات گزارے
چنانچہ وہ بازار سے نکل کر جنگل میں داخل ہو گیا جنگل وہاں بہت جلد شروع ہو گیا کیونکہ کالے پانی کے اس چھوٹے سے گاؤں کے ارد گرد گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا۔

یہاں ایسے کالے سیاہ اور گنجان درخت تھے کہ ناگ نے ایسے زبردست درخت پہلے نہیں دیکھے تھے۔ یہاں بے حد تاریک اندھیرا تھا مگر ناگ کو سب کچھ نظر آ رہا تھا۔

وہ جنگل ہی جنگل میں چلتا چلا گیا۔ کافی آگے جا کر اس نے دیکھا کہ چند ایک جھونپڑیاں بنی ہوئی ہیں یہاں جنگل کے لوگ رہتے تھے۔ ایک جھونپڑی کے باہر ایک عورت آگ پر کسی شے کو بھون رہی تھی آگ

وہاں سے نکل کر جھونپڑیوں سے پیچھے ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے سرسبز نرم گھاس پر آکر لیٹ گیا رات آہستہ آہستہ گذر رہی تھی درختوں پر شور مچاتے پرندے اب خاموش ہوگئے تھے۔ جنگل میں ایک ڈرا دینے والا سناٹا چھا گیا تھا۔ ناگ آنکھیں بند کیے گھاس پر لیٹا تھا اور عنبر اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ ہندوستان کے کسی بھی بڑے شہر میں عنبر ماریا اور کیٹی سے اس کی ملاقات ہو جائے گی۔

خدا جانے رات کا کیا بجا ہوگا۔ ناگ جاگ رہا تھا کہ اسے جھاڑیوں میں کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ کیونکہ یہ کوئی جنگلی جانور بھی ہو سکتا تھا۔ وہ خاموش لیٹا عنبر اور ماریا اور خلائی لڑکی کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ناگ کو کسی عورت کی ایسی چیخ کی قسم کی ادھوری سی آواز سنائی دی۔ جیسے کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس چیخ کو بلند ہونے سے روک دیا ہو۔ اب ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

یہ آواز کسی عورت کی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ کسی نے اس کی چیخ کو اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبانے کی کوشش کی تھی۔ ناگ تالاب کے کنارے سے اٹھا اور جدھر سے آواز آئی تھی اُدھر اندھیرے

میں دو تین آدمیوں کے سائے دیکھے ناگ نے ایک گہرا سانس لیا اور سیاہ سانپ بن کر تیزی سے رینگتا ہوا جھاڑیوں میں آگیا جہاں اس نے دیکھا کہ تین آدمی ایک عورت پر جھکے اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو رسیوں سے باندھ رہے تھے اور اس عورت کا منہ پہلے ہی کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔

ناگ نے جھاڑیوں سے نکل کر اندھیرے میں ہی ایک آدمی کو ڈس لیا۔ وہ چیخ مار کر گرا۔ ناگ نے دوسرے کو ڈسا تو وہ بھی گرا اور مر گیا تیسرے نے ناگ کو دیکھ لیا اور اس پر خنجر پھینکا جو ناگ کے بالکل قریب آکر گرا۔ اگر وہ تڑپ کر پرے نہ ہٹ جاتا تو خنجر نے اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دینے تھے۔ ناگ نے ایک دہشت ناک پھنکار مار کر تیسرے آدمی پر حملہ کیا اور اس کی گردن پر اچھل کر ڈس لیا وہ بھی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

عورت سہمی ہوئی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اس کا منہ بند تھا وہ چیخ نہیں سکتی تھی اس کے پاؤں بندھے ہوئے تھے وہ بھاگ نہیں سکتی تھی وہ جانتی تھی کہ اب اس کی باری ہے اور سانپ اسے بھی ڈس دے گا۔ لیکن سانپ اس کے قریب سے ہو کر جنگل میں غائب ہوگیا۔

ناگ نے آگے جا کر انسان کا روپ بدلا اور واپس آکر عورت کے منہ سے کپڑا کھول کر کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کون ہو اور یہ تین مردوں کی لاشیں کہاں سے آگئیں۔"

عورت نے کہا۔

"یہ آدمی مجھے میرے گھر سے اغوا کر کے لے آئے تھے۔ اور اب میرے ہاتھ پیر باندھ کر دوسرے جزیرے میں لے جانے والے تھے کہ ایک سانپ نے آکر ان تینوں کو ڈس دیا"

ناگ نے پوچھا۔

"مگر تم کون ہو۔ تمہارا گھر کہاں ہے؟"

عورت بولی:

"میرا گھر اس جنگل میں ندی کے کنارے پر ہے۔"

"تم وہاں اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتی ہو؟"

عورت نے کہا۔

"نہیں۔" میں وہاں اکیلی رہتی ہوں۔"

اور وہ عورت قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی۔ ناگ کچھ حیران ہوا کہ یہ عورت کہیں پاگل تو نہیں ہے؟ اس نے کہا۔

"چلو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتا ہوں۔"

عورت ہنستے ہنستے ایک دم خاموش ہو گئی۔ پھر بولی:

"نہیں۔ نہیں۔ تم میرے گھر نہیں آسکتے میں اکیلی چلی جاؤں گی تم میرے ساتھ گئے تو کالی ماتا تمہیں کھا جائے گی۔"

"ناگ نے پوچھا۔"

"درشی۔ تم کالی ماتا کا نام مت لو۔ وہ یہاں آکر تمہیں کھا جائے گی۔"

اور وہ عورت جنگل کی طرف چل پڑی۔ ناگ نے سوچا کہ یہ پاگل قسم کی عورت ہے۔ کہیں راستے میں پھر کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے اور اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جنگل سنسان اور تاریک تھا۔ وہ عورت کچھ فاصلے پر اندھیرے میں جاتی ہوئی ناگ کو صاف نظر آ رہی تھی درختوں کے نیچے جھاڑیوں میں سے گزرتی وہ عورت جنگل میں ایک طرف گھوم گئی۔

آگے جا کر ایک ندی آگئی۔ ندی کے کنارے ایک پرانی مڑھی بنی ہوئی تھی مڑھی اس مردے کی قبر کو کہتے ہیں جو مسلمان نہیں ہوتا اور جسے جلایا جاتا ہے جلانے کے بعد اس مردے کی لاش کی راکھ کو ایک جگہ زمین میں دفن کر کے اوپر چھوٹی سی برجی بنا دی جاتی ہے اس برجی کو مڑھی کہتے ہیں۔

عورت نے اس مڑھی کے ارد گرد چار چکر لگائے اور پھر ندی میں اتر گئی ناگ نے دیکھا کہ اس عورت نے ندی کے پانی میں ڈبکی لگائی اور آگے جا کر پانی سے سر باہر نکالا اور ایک قہقہہ لگایا اور ندی سے نکل کر جنگل میں غائب ہو گئی۔

ناگ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ یہ عورت کوئی چڑیل تھی یا کوئی پاگل عورت تھی وہ واپس ہونے لگا تو سوچا کہ گرمی ہے ذرا ندی میں نہا لیا جائے اس نے کپڑوں سمیت ندی میں چھلانگ لگا دی تھوڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیر تک نہاتا رہا پھر باہر نکل کر مڑھی کے ٹوٹے پھوٹے چبوترے پر بیٹھ گیا۔

جنگل کی رات بڑی خاموش اور پُر اسرار تھی۔

اچانک ناگ کو ایسا لگا جیسے چبوترہ ہل رہا ہو اس نے سوچا شاید بھونچال آگیا ہے مگر درخت بالکل خاموش کھڑے تھے۔ اگر بھونچال آیا ہوتا تو درخت بھی ہل رہے ہوتے ناگ چبوترے پر سے نیچے اُتر آیا۔ زمین ساکت تھی اس نے چبوترے پر ہاتھ رکھا۔ چبوترہ ابھی تک ہل رہا تھا۔ ناگ پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک دم سے چبوترے کی مڑھی کے اُوپر جو بُرجی بنی ہوئی تھی وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور اُس کے اندر سے ایک عورت کا سیاہ ہیولا باہر نکلا جس کے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا دونوں سرخ آنکھوں میں دو چھوٹے چھوٹے خنجر کھبے ہوئے تھے اور ان میں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اس عورت کے ہاتھ میں ایک ترشول تھا۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر ایک بھیانک چیخ ماری اور اس سے پہلے کہ ناگ کوئی دوسرا روپ بدل کر وہاں سے فرار ہو سکے اس کالی عورت کے ہیولے نے ترشول زور سے ناگ کی طرف پھینک دیا۔ ناگ بجلی کی طرح تڑپ کر ایک طرف ہٹ گیا مگر ترشول اس کے جسم سے چھو کر پرے جا گرا ترشول کے چھونے سے ناگ کے جسم میں جیسے آگ سی لگ گئی۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے جسم کو کسی

نے انگاروں پر رکھ دیا ہے۔ وہ تڑپنے لگا۔ اور تڑپتے تڑپتے بے ہوش ہو گیا۔

اسے ہوش آیا تو دھوپ درختوں میں سے چھن چھن کر اس کے اُوپر پڑ رہی تھی اس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا ناگ کو اپنا سر بھاری لگ رہا تھا اسے پہلی بار پیاس اور بھوک محسوس ہو رہی تھی بڑا حیران ہوا کہ پہلے تو اُسے کبھی بھوک پیاس نہیں لگی تھی سوچا شاید یہ کالی عورت کے ترشول کی وجہ سے ہو اُس نے اُٹھ کر ندی کا پانی پیا درخت سے توڑ کر جنگلی پھل کھائے اور درختوں کے نیچے سے ہو کر شہر کی طرف چل پڑا وہ تھوڑی دور گیا تھا کہ اچانک ایک سانپ درخت کے پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے آگیا ناگ نے اُس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور آگے قدم اٹھایا ہی تھا کہ سانپ نے اس پر حملہ کر دیا ناگ ایک دم پیچھے ہٹ گیا وہ حیران رہ گیا کہ سانپ نے ناگ دیوتا کو بھی نہیں پہچانا

اُس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

”بدتمیز کون ہو تم“

مگر سانپ نے کوئی جواب نہ دیا اور دوسری بار حملہ کر دیا۔ ناگ نے ایک پتھر اُٹھا کر سانپ پر مارا اور اس کا سر کچل کر رکھ دیا اچانک اسے ایک خیال آیا کہ کہیں اس کی طاقت تو نہیں ختم ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی۔ اس نے گہرا سانس لے کر ناگ بننا چاہا مگر وہ انسان کا انسان ہی رہا۔ چھ سات بار اس نے گہرا سانس لے کر چھوڑا مگر وہ ناگ نہ بن سکا پھر اس نے کوئی دوسرا جانور بننا چاہا مگر وہ بھی نہ بن سکا ناگ کا رنگ اڑ گیا۔ اس کی طاقت چھین لی گئی تھی۔

ناگ بہت پریشان ہو گیا۔

وہ ایک دم سے ایک عام کمزور انسان بن گیا تھا۔ اسے اپنے اندر بہت کمزوری محسوس ہونے لگی تھی اب اسے جنگل سے ڈر آنے لگا تھا حالانکہ دن کا وقت تھا مگر ناگ سہم سہم کر جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ کہیں کوئی سانپ نہ اسے کہیں سے نکل کر ڈس لے جنگل سے باہر نکل کر وہ کالے پانی کے قصبے میں آ کر بجھے ہوئے دل کے ساتھ گھومنے پھرنے لگا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ کالی عورت نے اس کی طاقت کیوں چھین لی تھی۔

لیکن ایسا ہو چکا تھا ناگ ایک طاقتور انسان سے ایک عام کمزور آدمی بن چکا تھا اب وہ کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ اسے بھوک بھی لگتی تھی اور پیاس بھی لگتی تھی کوئی سانپ اس کی زبان نہیں سمجھتا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی سانپ اس کے حکم پر اب زمین کے اندر سے خزانہ اس کے لیے نہیں لا سکتا تھا کوئی سانپ اسے ناگ دیوتا سمجھ کر اس کے آگے سر نہیں جھکاتا تھا اور وہ خود بھی انسان سے سانپ نہیں بن سکتا تھا ایک طرح سے یہ ناگ کی موت تھی لیکن اس نے دل نہیں ہارا تھا اس کی بس اب ایک ہی خواہش تھی کہ کسی طرح عنبر ماریا اور کیٹی سے کسی طرح وہ ملاقات کرے اور اپنی مصیبت سنائے۔

کم از کم وہ ان کے ساتھ رہ کر اپنے آپ کو کمزور محسوس نہیں کرے گا لیکن عنبر ماریا سے ملنا بھی اس کے اپنے اختیار میں نہیں تھا اس نے سوچا کہ مدارس چلتے ہیں کیونکہ اس شہر کا سب سے پہلے اسے خیال آیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس شہر میں عنبر ماریا سے اس کی ملاقات ہو جائے اب ناگ باز یا کبوتر بن کر سمندر کے اوپر اڑتا ہوا مدراس نہیں جا سکتا تھا اب وہ مچھلی یا ویل مچھلی بن کر بھی سمندر میں سفر کرتے ہوئے مدراس نہیں پہنچ سکتا تھا اب وہ ایک عام آدمی تھا اسے عام آدمیوں کی طرح اپنے پیسے خود کما کر بحری جہاز کا کرایہ جمع کرنا تھا۔ ایک عام مسافر کی طرح جہاز میں سوار ہو کر مدراس جانا تھا۔ ناگ نے دو تین دکانداروں سے پوچھا کہ کیا کوئی کام مل جائے گا۔

آخر ایک دکاندار نے اسے لکڑیاں کاٹنے پر نوکر رکھ لیا۔

ناگ سارا دن لکڑیاں کاٹتا۔ انہیں جوڑ جوڑ کر لگاتا۔ شام کو اسے

پانچ روپے مزدوری ملتی کام کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ اس نے ساری زندگی کبھی کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اپنی حالت پر اسے ترس بھی آتا تھا اور ہنسی بھی آتی تھی۔ دوپہر کو اسے بھوک لگتی تو ایک روپے کی دال روٹی کھا لیتا۔ رات کو بھی اسے بھوک لگ جاتی۔ یہ بھوک بھی اسے پہلی بار لگ رہی تھی۔

بیس روز ناگ لکڑی کے ٹال پر لکڑیاں کاٹتا رہا اور پیٹ کی آگ بجھاتا رہا۔ بیس دن کے بعد اس کے پاس اتنے پیسے جمع ہو گئے کہ اس نے کالے پانی سے مدارس کے شہر تک ٹکٹ لیا اور بحری جہاز میں سوار ہو گیا ناگ کو پھر اس سمندری جہاز میں چھوڑتے ہیں اور خود واپس ماریا اور کیٹی کی طرف جاتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔

ماریا بمبئی شہر سے دور سمندر میں ایک چٹان میں بنی ہوئی غار کے باہر ایک تنگ و تاریک کنوئیں میں قید تھی اور کیٹی کے اندر ایک کوٹھڑی میں پتھر کی مورتی بنی ہوئی کھڑی تھی۔ یہ سب کچھ زبردست ہندو جادوگر گورو بھان نے کیا تھا۔ کیونکہ وہ ماریا کو اپنے گورو بھان راکشش کی خدمت میں پیش کر کے اس سے ہمیشہ زندہ رکھنے والی انگوٹھی حاصل کرنا چاہتا تھا۔

ماریا کو کنوئیں میں بند ہوئے اور خلائی لڑکی کیٹی کو پتھر کی مورتی بنے دوسری رات تھی کہ گورو بھان نے اور دنوں کا انتظار برداشت نہ کیا اور اپنے غار کے استھان میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنے جادو کے خاص منتر پڑھنے شروع کر دیئے منتر پڑھتے پڑھتے اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا۔ جب ایک گھنٹہ گزر گیا۔ تو سامنے والی دیوار شق ہو گئی اور اس میں سے ایک ایسا دیو باہر نکلا جس کے سر کے اوپر سینگ ابھرے ہوئے تھے اور سارے جسم پر سیاہ کالے بال ہی بال تھے۔ اس کے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اس نے آتے ہی گرج دار آواز میں کہا۔

"اے گوردو بھان۔ تم نے ہمیں وقت سے پہلے کیوں بلا لیا۔

گوردو بھان نے سر جھکا کر کہا۔

"اے عظیم ماکشش! میں نے غیبی عورت کو تمہارے لیے قابو میں کر لیا ہے میں یہ خوشخبری تمہیں جلد سے جلد سنانا چاہتا تھا اب تم غیبی عورت کو اپنے قبضے میں کر لو اور ہمیشہ زندہ رکھنے والی انگوٹھی شرط کے مطابق میرے حوالے کر دو۔

ماکشش نے زور دار قہقہہ لگایا اس کے قہقہے سے غار گونج اٹھی اس نے کہا۔

"کہاں ہے وہ غیبی عورت؟"

گوردو بھان نے کہا۔

غار کے باہر والے کنوئیں میں بند ہے"

ماکشش بولا۔

"یہ لو۔ یہ بوتل لے جاؤ اور اس عورت کو اس بوتل میں بند کر دو"

ماکشش نے ہاتھ آگے بڑھایا تو ایک بوتل اس کے ہاتھ میں آ گئی

گوردو بھان نے پوچھا۔

"اے عظیم ماکشش! کہیں وہ غیبی عورت کنوئیں کے ڈھکن اٹھنے سے باہر نہ نکل جائے۔

ماکشش نے اپنی مونچھوں کا ایک بال توڑ کر کہا۔

یہ میرا بال کنوئیں کے اندر پھینک دینا۔ پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ جاؤ اور غیبی عورت کو اس بوتل میں بند کر کے میرے پاس لے آؤ۔

گوردو بھان نے ماکشش کی مونچھ کا بال لیا اور غار کے باہر کنوئیں پر آ گیا۔ اس نے منتر پڑھ کر پتھر پر پھونکا۔ پتھر ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ کنوئیں سے پرے ہٹ گیا گوردو بھان نے ماکشش کی مونچھ کے بال کو کنوئیں میں پھینک دیا بال کے پھینکتے ہی کنوئیں میں سے دھواں نکل کر باہر پھیل گیا۔ گوردو بھان پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

کیا دیکھتا ہے کہ کنوئیں کے اندر سے ایک عورت کا ہیولا دھوئیں میں لپٹا ہوا باہر نکلا اور خالی بوتل میں داخل ہونے لگا۔ جب عورت کا پورا جسم دھوئیں کی شکل میں بوتل کے اندر سارے کا سارا داخل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوگیا تو گورد بھان نے آگے بڑھ کر بوتل کے منہ پر کارک لگا کر اسے بند کر دیا۔ بوتل اس نے بغل میں دبالی اور غار کے اندر داخل ہو کر کوٹھڑی میں آگیا۔ راکشش اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے بوتل کے اندر دھوئیں کی شکل میں ایک عورت کے ہیولے کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔

گورد بھان! تم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اب میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں؟

اور راکشش نے اپنے سر کے گھنے بالوں میں سے ایک انگوٹھی نکال کر گورد بھان کو دی اور کہا۔

"اسے ہر وقت اپنی انگلی میں پہنے رکھنا۔ جب تک یہ انگوٹھی تمہاری انگلی میں رہے گی تم مر نہیں سکو گے۔ جاؤ۔ اب میری آنکھوں کے سامنے سے دفع ہو جاؤ۔

گورد بھان نے بڑی خوشی خوشی انگوٹھی اپنی انگلی میں ڈال لی اور جانے لگا تو بولا۔

عظیم راکشش! اس غیبی عورت کے ساتھ ایک دوسری عورت بھی تھی میں نے اسے پتھر کی مورتی بنا کر کوٹھڑی میں قید کر لیا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

راکشش نے گرج کر کہا۔

اسے لے جا کر سمندر میں پھینک دو۔

یہ کہہ کر راکشش دیوار میں داخل ہو کر غائب ہو گیا اور دیوار اپنی جگہ پر آگئی۔ گورد بھان اس کوٹھڑی میں گیا جہاں خلائی لڑکی کیٹی پتھر کی مورتی بنی کھڑی تھی گورد بھان نے اسے اپنے کاندھے پر اٹھایا اور غار سے باہر آگیا۔

کیٹی گورد بھان کے کاندھے پر پڑی تھی اور سوچ رہی تھی کہ وہ اسے کہاں لئے جا رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ وہ چٹکی بجانے کا خیال کرے مگر اسے چٹکی کا خیال بالکل صاف نہیں آ رہا تھا چٹکی کا خیال اگر دھندلا سا آ جاتا تھا تو اس کے دماغ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ کسی کی شکل کا تصور بنا کر چٹکی بجایا کرتی تھی۔

وہ دیکھ رہی تھی کہ گورد بھان اسے سمندر کی طرف لئے جا رہا ہے وہ سمندر کو دیکھ نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کی چوکور آنکھیں اوپر آسمان کی طرف تھیں مگر اسے سمندر کی لہروں کی آواز برابر آ رہی تھی۔ گورد بھان ایک چٹان کے اوپر چڑھ گیا۔ نیچے گہرا سمندر تھا۔ اس نے کیٹی کی مورتی کو سمندر میں پھینک دیا۔ دھڑام کی آواز سے مورتی سمندر میں گر پڑی اور غائب ہو گئی۔

گورد بھان وہاں سے چلا گیا۔

کیٹی کی مورتی سمندر کے نیچے چلی گئی اور پھر آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگی۔ سمندر کی سطح پر آ کر لہروں نے اسے آہستہ آہستہ پہلے کھلے سمندر کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا کیٹی کی چوکور نیلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اس کا منہ اوپر کی طرف تھا اسے صرف آسمان پر چمکتا ہوا سورج نظر آرہا تھا اس کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ سمندر میں ہے اور لہریں اسے بہائے لیے جا رہی ہیں کئی بار سمندر کی لہریں اس کے منہ کے اوپر پانی پھینک کر گزر گئی تھیں کیٹی نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

کیٹی کو ماریا کا خیال آنے لگا کہ وہ ابھی تک کنوئیں میں بند نہیں ہوگی۔ بلکہ جادوگر گوروجہان نے اپنے پروگرام کے مطابق اسے کسی نہ کسی طرح راکشش کے حوالے کر دیا ہوگا خدا جانے وہ اسے لے کر کہاں چلا گیا ہوگا۔ پھر اسے عنبر اور ناگ کا خیال ستانے لگا کہ وہ کس حال میں ہوں گے اور کہاں ہوں گے پھر اسے اپنی حالت پر ترس آنے لگا کہ نہ جانے اس کا انجام کیا ہوگا وہ سمندر میں پتھر کی مورتی بنا کر گرا دی گئی ہے۔ خدا جانے وہ کس ملک کے ساحل پر جا کر لگے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی جزیرے کے ساحل پر جھاڑیوں میں پھنس جائے اور قیامت تک اسی جگہ پر پھنسی رہے۔

سمندر کی لہریں کیٹی کی مورتی کو آگے ہی آگے کھلے اور بھیانک سمندر کی طرف لے جا رہی تھی کیٹی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیا

دوسری طرف راکشش ماریا کو بوتل میں بند کر کے اپنے ساتھ لیے جا رہا تھا وہ ہوا میں ایک جن کی طرح اڑتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ کئی

جنگلوں اور سمندروں کے اوپر سے اڑتا ہوا یہ کالا سیاہ نام راکشش ایک بہت اونچے پہاڑ پر جا کر اتر گیا اس پہاڑ پر سفید برف جمی ہوئی ہے۔ پہاڑ کی ایک چوٹی کے دامن میں پہاڑ کے اندر ایک مندر کا دروازہ بنا ہوا تھا راکشش مندر کے اندر داخل ہوگیا۔

راکشش نے ایک بلند چیخ ماری اس کی چیخ کی آواز سن کر دس بارہ نرم و نازک خوبصورت لڑکیاں جن کو دیو داسیاں کہتے ہیں ہاتھ جوڑتی ہوئی آئیں اور زمین پر انہوں نے اپنے سر اوندھے کر کے بال پھیلا دیئے۔ راکشش ان کے بالوں پر پاؤں رکھتا ہوا مندر کے بڑے ہال میں آگیا۔ یہاں درمیان میں آگ روشن تھی۔ کمرہ گرم تھا۔ راکشش ایک تخت پر بیٹھ گیا اور اس نے بوتل کو جس میں ماریا بند تھی اپنے پاس رکھے ہوئے لوہے کے صندوق میں بند کر دیا۔

راکشش نے دونوں بازو پھیلا دیئے۔ دیو داسیوں نے ڈانس کرنا شروع کر دیا وہ گا رہی تھیں اور کھلے بالوں کو لہرا لہرا کر ڈانس کر رہی تھیں۔ جب وہ ڈانس کرتے کرتے تھک گئیں تو ایک ایک کر کے زمین پر گرنے لگیں جب ساری دیو داسیاں زمین پر گر کر بے ہوش ہو گئیں تو راکشش چبوترے پر سے اٹھا اور دیو داسیوں کے بے ہوش جسموں پر پاؤں رکھتے ہوئے مندر کے دوسرے کمرے میں چلا گیا اس طرح کمرے میں کالی راکشش کا سیاہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نام چھپ بت پتھر کی دیوار میں بنا ہوا تھا پر کالی راکھشن ان
پہاڑوں کے تمام غاروں اور جنگل کی ساری چڑیلوں کی دیوی
تھی۔

راکشش نے کالی راکھشن کے سامنے جاتے ہی اپنے بالوں سے
بھرے ہوئے سر کو جھکا دیا اور کہا۔

"اے دیوی! جنگلوں اور پہاڑوں کی مالک دیوی!
میں تمہارے لیے ایک غیبی عورت کا تحفہ لایا ہوں
اسے قبول کر۔"

راکھشن نے کہا۔

"میں تم سے خوش ہوئی ہوں مجھے ایک غیبی عورت کی
ضرورت تھی۔ اسے میرے سامنے پیش کرو۔"

راکشش باہر گیا۔ صندوق میں سے اس نے وہ بوتل نکالی جس
میں ماریا بند تھی کالی راکھشن کے آگے جب راکشش نے بوتل پیش
کی تو اس میں ماریا کا ہیولا دھوئیں کی شکل میں صاف نظر آ رہا تھا
راکھشن نے اپنی سُرخ زبان منہ میں سے باہر نکالی اور اس کی آواز
سنائی دی۔

"اسے میرے پیٹ میں ڈال دو۔"

راکشش نے بوتل اٹھائی اور کالی راکھشن کی دیوار میں بنی ہوئی
مورتی کے پاس چلا گیا۔ کالی مورتی کے پیٹ میں ایک جگہ کافی گہرا

سوراخ تھا جس کے [illegible] پر بنا ہوا تھا۔ راکشش
نے بوتل اس سوراخ کے اندر پھینک کر سوراخ کو کپڑے سے
بند کر دیا۔

کالی مورتی نے ایک زبردست قہقہہ لگایا اور اس کی آنکھوں
سے بجلیاں سی نکل کر لہرانے لگیں اس نے کہا۔

"جاؤ راکشش! آج سے تم ان پہاڑوں اور جنگلوں کے
راجہ ہو۔"

راکشش سر جھکا کر باہر نکل آیا۔

دیو داسیاں جو بے ہوش پڑی تھیں اب انہیں ہوش آ چکا
تھا اور وہ ایک ایک کر کے مندر کی صفائی میں لگی ہوئی تھیں
راکشش مندر سے باہر نکل کر اپنے خاص کوٹھڑی میں چلا گیا۔

ماریا بوتل میں دھوئیں کی شکل میں بند تھی وہ بالکل بے ہوش تھی اور
اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ کنوئیں میں سے نکال کر بوتل میں بند کرنے کے بعد
اس کے ساتھ کیا گزری۔ کالی مورتی کے پیٹ میں جانے کے بعد
اس کی بوتل کا منہ اپنے آپ کھل گیا اور وہ دھوئیں کی شکل میں
بوتل سے باہر نکل آئی ماریا ہوش میں آ گئی تھی مگر اس کے اندر
اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنے ہاتھ پیر ہلا سکے کالی مورتی کے پیٹ
میں اندھیرا گھپ تھا ماریا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا تو اسے
لگا کہ وہ ایک کنوئیں سے نکل کر دوسرے کنوئیں میں آ گئی ہے جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلے سے بہت زیادہ تنگ و تاریک ہے وہ پتھر کی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی اس نے اُٹھنے کی کوشش کی مگر ایک تیز قسم کی بُو نے اسے ایک بار پھر بے ہوش کر دیا۔

لیکن بے ہوش ہونے کے ساتھ ہی جیسے کسی نے اسے کچھ سونگھا دیا اور ماریا پھر سے ہوش میں آ گئی۔ اُسے محسوس ہوا کہ وہ دھوئیں کی ایک پتلی لکیر کی شکل میں اوپر اُٹھ رہی ہے پھر اس نے دھوئیں کی لکیر کی ہی شکل میں کالی راکھشن کی مورتی کے منہ میں سے باہر نکلنا شروع کر دیا وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔ وہ کالی مورتی کے اندر سے نکل کر اس کے سامنے دھوئیں کے ایک ہیولے کی شکل میں کھڑی ہو گئی کالی مورتی کی اسے آواز سنائی دی۔

"سن رے یتیم لڑکی! اب تو غیبی لڑکی بن کر نہیں۔ بلکہ جہادیو داسی بن کر ہماری خدمت کرے گی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس مندر میں بند ہو جائے گی تو یہاں سے باہر نہیں نکل سکے گی۔

اس کے ساتھ ہی کالی مورتی کی آنکھوں سے سرخ روشنی کی دو شعاعیں نکل کر ماریا کے دھوئیں دھوئیں جسم پر پڑیں اور ماریا اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہو گئیں اس نے جہادیو داسی کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے سنہری بالوں میں سفید پھول سجے ہوئے

تھے۔ وہ ماریا سے دیو داسی بن گئی تھی مگر اس کی یادداشت گم نہیں ہوئی تھی اسے سب کچھ یاد تھا کہ وہ خلائی لڑکی کیٹی کے ساتھ بمبئی کے قریب ایک سمندری چٹان کے غار کے باہر کنوئیں میں بند کر دی گئی تھی اور کیٹی کو پتھر کی مورتی بنا دیا گیا تھا۔

اس نے آنکھیں اُٹھا کر دیوار میں گڑھی ہوئی کالی سیاہ مورتی کو دیکھا تو ڈر گئی اتنی بھیانک شکل والی مورتی اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اب ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ اسے گوروجان نے راکشش کو پیش کر کے جادوئی انگوٹھی حاصل کی تھی اور راکشش اسے یہاں لے آیا ہے اور کالی راکھشن نے اسے غیبی ماریا سے جہادیو داسی ماریا بنا دیا ہے۔

کالی مورتی نے کہا۔

تیری یادداشت ہم نے تمہیں واپس کر دی ہے مگر یاد رکھنا اس مندر کے ارد گرد ایک ایسا دائرہ کھینچ دیا گیا ہے کہ جیسے یہ موت کی شعاعیں ہیں جو کوئی دیو داسی اس دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے جل کر بھسم ہو جاتی ہے کیا تم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرو گی

ماریا نے سر ہلا کر آہستہ سے کہا۔

"نہیں کالی دیوی"

کالی مورتی نے رعب دار آواز میں ماریا سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تم جاؤ اور ہمارے مندر میں کام کرو مندر کی صفائی کرو۔ آدھی رات کو جب ہمارے چیلے شیطان یہاں آئیں تو ان کی خدمت کرو۔"

ماریا نے سر جھکا کر کہا "جو حکم کالی دیوی"۔

اور کالی دیوی کی کوٹھڑی سے نکل کر دوسرے کمرے میں آگئی جہاں باقی دیو داسیاں اپنا اپنا کام خاموشی سے کر رہی تھیں کوئی ایک دوسری سے بات نہیں کر رہی تھی صرف کبھی کبھی ایک دوسری کو دیکھ لیتی تھیں جب ماریا ان کے درمیان آئی تو سب نے ایک نظر ماریا کو دیکھا اور پھر اپنے اپنے کام میں لگ گئیں۔

ماریا کو ہم اسی جگہ چھوڑ کر ذرا کیٹی کی خبر لیتے ہیں۔

وہ پتھر کی مورتی میں تبدیل ہو کر سمندر کی لہروں پر بہی چلی جا رہی تھی صرف اس کی چوکور آنکھیں زندہ تھیں۔ ذہن زندہ تھا۔ کان آوازیں سن سکتے تھے مگر وہ خود نہ تو بول سکتی تھی اور نہ اپنا ہاتھ ہی ہلا سکتی تھی اس کا سارا جسم سوائے آنکھوں کے پتھر میں تبدیل ہو چکا تھا اگر وہ آنکھوں کو کھلے اور نہ جھپکاتے تو وہ بھی پتھر کی گئی تھیں تین دن وہ سمندر میں بہتی رہی چوتھے روز وہ ہندوستان کے مشرقی ساحل کے قریب پہنچ گئی۔ یہاں ایک ماہی گیر اپنی بادبانوں والی کشتی پہ سمندر میں مچھلیاں پکڑتے ہوئے کافی آگے نکل آیا تھا

کیٹی کی مورتی تیرتی ہوئی اس کی کشتی کے پاس آگئی ماہی گیر ہندو تھا جو بتوں کی اور مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اس نے جو ایک بڑی خوبصورت مورتی کو سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھا تو فوراً ہاتھ جوڑ کر اسے پرنام یعنی سلام کیا اور پھر سمندر میں جال پھینک کر کیٹی کی مورتی کو کشتی میں کھینچ لیا۔

کیٹی نے اس خیال سے کہ ماہی گیر اسے کہیں زندہ نہ سمجھ لے اپنی چوکور آنکھوں کو بالکل ساکت رکھا اور ایک پل کے لیے بھی آنکھیں نہ جھپکیں۔ ماہی گیر نے جب دیکھا کہ خوبصورت دیوی کی مورتی کی آنکھیں چوکور ہیں تو اور زیادہ عقیدت مند ہو گیا اور اس نے کیٹی کی مورتی کے آگے ماتھا ٹیک دیا۔

"جے دیوی راس کماری کی جے"

ماہی گیر بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ کیٹی کی مورتی کو گاؤں لے آیا اور لوگوں کو جمع کر کے کہا۔

"بھائیو۔ بھگوان نے میرے بھاگ کھول دیئے کہ میرے گھر دیوی راس کماری نے قدم رکھا دیدوں میں لکھا ہے کہ کل یگ میں ایک دیوی جنم لے گی جس کی آنکھیں چوکور ہوں گی اور وہ لوگوں کے دکھ درد دور کرے گی۔ دیکھو یہی دیوی راس کماری ہے"

جب لوگوں نے دیکھا کہ مورتی کی آنکھیں چوکور ہیں تو [illegible] ان کے مراد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے جھک گئے۔ پھر سارے کے سارے آدمی اور عورتیں سجدے میں گر گئیں۔ گاؤں میں شور مچ گیا کہ نانو ماہی گیر کے گھر دیوی راس کماری آگئی ہے۔ گاؤں کے چوہدری نے حویلی سے نکل کر کیٹی کی مورتی کو سجدہ کیا اور اسے ایک مندر میں لے جا کر رکھ دیا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔

مرد اور عورتیں صبح شام کیٹی کے مندر میں آکر اس کی مورتی کے آگے پھول پھل اور پیسے چڑھاتیں۔ ایک پجاری لوگوں سے پیسے اور دوسری چیزیں وصول کر کے صندوقچی میں ڈالتا جاتا اور رات کو وہ ساری کمائی گھر لے جا کر عیش کرتا۔ لوگ دور دور سے چوکور آنکھوں والی دیوی یعنی کیٹی کی مورتی کو دیکھنے آتے۔ یہ بات مشہور کر دی گئی کہ دیوی جس سے خوش ہوتی ہے اور جس کی مصیبت دور کرنی ہوتی ہے اس کی طرف دیکھ کر اپنی پتھر کی آنکھیں جھپک دیتی ہے کچھ پڑھے لکھے لوگ کہتے کہ بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ایک غریب عورت کیٹی کی مورتی کے آگے فریاد کر رہی تھی۔

دیوی راس کماری! اگر میرا کام بن جائے گا تو اپنی آنکھ جھپکا دے۔

وہاں کتنے ہی لوگ کھڑے تھے۔ پجاری بھی بیٹھا تھا۔ وہ بھی یہی سمجھ رہا تھا کہ پتھر کے بت آنکھیں نہیں جھپکا کرتے۔ لیکن کیٹی نے آہستہ سے اپنی چوکور آنکھیں جھپک دیں۔ بس پھر کیا تھا۔ ہر کوئی

دنگ رہ گیا اور جوش میں آ کر نعرے لگانے لگا۔

"دیوی راس کماری کی جے!"

اس بات کی شہرت دور دور تک ہوئی۔ گاؤں کے قریب ہی ایک چھوٹا سا شہر رتلام تھا۔ وہاں کے بڑے مندر کے پجاری کو جب پتہ چلا کہ گاؤں کے مندر میں جو دیوی راس کماری کی مورتی آئی ہے اس نے آنکھیں جھپکی ہیں تو اس نے گاؤں کے پجاری کو پانچ ہزار روپے دے کر مورتی خرید کر اپنے مندر میں رکھ دی کیونکہ اس مورتی کی وجہ سے اس کی آمدنی بڑھ سکتی تھی۔ رتلام ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ کیٹی کی مورتی کی آنکھیں جھپکانے والی شہرت یہاں بھی پہنچ گئی تھی چنانچہ لوگ دھڑا دھڑ مندر میں آنے لگے۔

اس مندر کے پجاری کالی داس کی آمدنی بڑھ گئی ہو گئی۔ وہ تو بڑا خوش ہوا اور دولت میں کھیلنے لگا۔

اس وقت ماریا راکشش کالی دیوی کی قید میں اس کے مندر میں دیو داسی بنی مندر میں ڈانس کرتی ہے۔ پوجا کرتی ہے اور مندر کے سارے کام کرتی ہے وہ غیبی حالت میں نہیں ہے بلکہ عام عورتوں کی طرح سب کو دکھائی دیتی ہے اس نے دیو داسیوں کا لباس پہن رکھا ہے اور سنہری بالوں میں پھول لگا ہوا ہے۔ وہ دن رات مہاکشش کی خدمت کرتی ہے اور اس کے بھجن گاتی اور اس کے سامنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈانس کرتی ہے۔

دوسری طرف عنبر ابھی تک لندن میں آوارہ گردی کر رہا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ شاید کبھی اس کی ناگ اور ماریا سے اچانک ملاقات ہو جائے۔

تیسری جانب ناگ کو ہم نے دکھایا تھا کہ وہ کالے پانی سے ایک بحری جہاز میں ایک عام مسافر کی طرح سوار ہو کر ہندوستان کے جنوب میں مشہور شہر مدراس کی طرف سفر کر رہا ہے۔ اس کی ساری طاقت اس سے چھین لی گئی ہے اب وہ سانپوں کا عظیم دیوتا ناگ نہیں ہے کوئی سانپ اس سے خوف نہیں کھاتا۔ بلکہ وہ خود سانپوں سے ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اسے ڈس نہ دیں اب اس میں ایسی طاقت بھی نہیں ہے کہ گہرا سانس لے کر جیسا چاہے روپ بدل لے۔ جیسی چاہے شکل اختیار کرے کیونکہ اس کی ساری آسمانی طاقت جاتی رہی ہے اور اب نہ تو وہ سانپ بن سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے جانور کی شکل بدل سکتا ہے اب وہ ایک عام کمزور سا انسان ہے جس کو بھوک پیاس بھی لگتی ہے اور جو اب کسی سانپ کی مدد سے کسی زمین میں دفن شدہ خزانے میں سے سونے کی ایک ڈلی تک نہیں منگا سکتا

ناگ ایک بے بس انسان بن کر رہ گیا ہے؟

ساری زندگی اس نے ایسی بے بسی کمزوری اور بے بسی محسوس نہیں کی تھی۔ اسکا چھوٹا سمندری جہاز سمندر میں مدراس شہر کے

بندرگاہ کی طرف چلا جا رہا تھا۔ ناگ کے پاس ٹکٹ خریدنے کے لیے ایک پیسہ تک نہیں تھا بے چارے نے شہر میں محنت مزدوری کر کے کرایہ اکٹھا کیا اور اب سمندر میں سفر کر رہا تھا چوتھے روز رات کو جہاز ہندوستان کے شہر مدراس کی بندرگاہ کے ساتھ جا لگا مسافر نیچے اترنے لگے ناگ بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ جہاز سے اتر آیا۔

اس نے وہ رات بندرگاہ کے قریب ایک باغ میں گزاری جہاں ناریل کے کتنے ہی درخت لگے ہوئے تھے رات کو پکے ہوئے ناریل ٹھپ ٹھپ کی آواز کے ساتھ گھاس پر گرتے رہے تھے صبح اٹھ کر ناگ نے دو تین ناریل توڑ کر اس کا پانی پیا اور گری کھا کر پیٹ بھرا کیونکہ اس کے پاس جتنے پیسے تھے وہ سارے کے سارے جہاز میں خرچ ہو چکے تھے وہ شہر مدراس کی سڑکوں پر پھرنے لگا اس سے پہلے وہ اس شہر میں صرف ایک بار آیا تھا مگر اس وقت وہ پورا ناگ تھا اور اس کے اندر ساری طاقت موجود تھی اور اس نے ایک خزانے کے سانپ کو حکم دے کر زمین کے اندر دبے ہوئے خزانے سے سونے کا ایک ہار منگوا لیا تھا جس کو فروخت کر کے ناگ نے بڑے مزے سے دن گزارے تھے۔

لیکن اب اس کے پاس ایسی کوئی طاقت نہیں تھی۔ کوئی سانپ اسے کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ جب دوپہر ہوئی تو ناگ کو سخت بھوک لگی۔ اپنی پیاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو تو وہ شہر کے سرکاری نلکوں سے پانی پی پی کر مٹاتا رہا۔ مگر بھوک کا اس کے پاس کوئی علاج نہیں تھا اس نے سوچا کہ اسے کسی جگہ کوئی کام کرنا چاہیئے تاکہ تھوڑے بہت پیسے کما کر وہ روٹی کھا سکے

پیارے ساتھیو! مدراس ہندوستان کا بہت بڑا شہر ہے۔ اس کے دو ریلوے اسٹیشن ہیں۔ ہمارے شہر کا تو ایک ہی ریلوے اسٹیشن ہے مگر مدراس کے دو ریلوے سٹیشن ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک ریلوے سٹیشن کا نام بھی مدراس نہیں ہے۔ ریلوے سٹیشن کا نام ایگمور ہے اور دوسرے ریلوے سٹیشن کا نام سنٹرل ریلوے سٹیشن ہے۔

ناگ ریلوے سٹیشن کے باہر آکر کھڑا ہو گیا کہ کسی مسافر کا سامان اٹھا کر ایک دو روپے کمائے گا اور اس کا کھانا خرید کر پیٹ کی آگ بجھا سکے گا۔ اسے اتنی سخت بھوک پہلی بار لگ رہی تھی۔ شہر ترچناپلی کی طرف سے ایک گاڑی ریلوے سٹیشن پر آئی تو اس کے مسافر باہر نکلے ایک کالا سا آدمی باہر نکلا اس کے سر پر ہیٹ تھا اس نے خاکی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا اس کی عمر پچاس سال کے قریب تھی مگر وہ دبلا پتلا اور کمزور تھا اور ڈاڑھی میں بال سفید آ رہے تھے اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا جو اس سے اٹھایا نہیں جا رہا تھا ناگ جلدی سے آگے بڑھا اور بولا۔

"سر۔ میں آپ کا بیگ اٹھا لوں مجھے ایک روپیہ دے دیجئے گا۔"

اس آدمی نے ناگ کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا۔

"مگر تم ریلوے کے قلی نہیں ہو۔"

ناگ بولا۔ سر! میں ایک غریب مزدور ہوں مجھے بھوک لگی ہے۔"

وہ آدمی بولا۔

"اچھا بیگ اٹھا کر وہ سامنے میری کار میں رکھ دو۔"

پرانی سی کار سڑک پار کر کے ایک شیڈ کے نیچے کھڑی تھی۔ ناگ نے بیگ سر پر اٹھا لیا اور کار میں جا کر پیچھے ڈگی کھول کر رکھ دیا اس آدمی نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

ناگ نے کہا "ناگ"

وہ آدمی چونکا۔ پھر مسکرا کر بولا۔

مگر ناگ تو سانپ کو کہتے ہیں کیا تم سانپ ہو؟"

ناگ نے کہا۔

نہیں سر۔ میں تو عام انسان ہوں"

"وہ آدمی کہنے لگا۔"

مجھے تمہارا نام پسند آیا ہے کیا تم میرے پاس نوکری کرو گے۔

ناگ کو اور کیا چاہیے تھا۔ جھٹ بولا۔

کیوں نہیں سر۔ ضرور کروں گا آپ بے شک صرف مجھے دو وقت کا کھانا دے دیا کریں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کبھی بھوک دیکھی نہیں تھی طاقت چھین جانے کے بعد پہلی بار بھوک نے تنگ کیا تو اسے نانی یاد آگئی تھی وہ آدمی کہنے لگا۔

"میں تمہیں دو وقت کا کھانا بھی دوں گا اور سو روپے تنخواہ بھی دوں گا"

ناگ نے کہا۔ "مجھے منظور ہے سر"

وہ کہنے لگا۔ تم نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ تمہیں کام کیا کرنا پڑے گا

ناگ بولا۔ میں ہر کام کروں گا سر"

اس آدمی نے دو روپے جیب سے نکال کر ناگ کو دیئے اور کہا۔

"یہ تمہاری اس وقت کی مزدوری۔ تم آج سے میرے پاس ملازم ہو گئے ہو میرا نام ڈاکٹر پشور دھن ہے۔

میں نے فزکس میں ایم اے پی ایچ ڈی کیا ہے اگیں مدراس کے جنگلوں میں کوبرا یعنی کالے پھن والے سانپوں کا زہر اکٹھا کرنے آیا ہوں تمہارا کام یہ ہو گا کہ میں جو سانپ پکڑوں تم میرے ساتھ اس کا زہر نکالنے میں میری مدد کرو گے۔ کیا تم اس کام کے لیے تیار ہو۔

ناگ کو دل میں بڑا دکھ ہوا کہ کبھی وہ سانپوں کا دیوتا تھا اور سانپ اس کی بو سونگھ کر تھر تھر کانپنے لگتے تھے اور آج وہ سانپ کا نام سن کر خوف کھا رہا ہے مگر اس نے اپنے دل کے خوف کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔ بولا۔

"یس سر! میں یہ کام کرنے پر تیار ہوں"

"ویری گڈ۔"

ڈاکٹر پشور دھن نے ناگ کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ اور اسے اپنے ساتھ گاڑی میں پیچھے بیٹھنے کو کہا ناگ کار میں پیچھے بیٹھ گیا اور کار شہر کی سڑکوں پر سے گزرتی ہوئی ڈاکٹر پشور دھن کے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئی جہاں اس کا کمرہ پہلے سے بُک ہو چکا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا لنکا کشن کالی دیوی کی قیدی بن چکی تھی۔

وہ وہاں سے فرار ہونے کی ترکیبیں سوچتی رہتی۔ مگر کالی دیوی اور کالا لنکا کشن بڑے خطرناک جادوگر تھے انہوں نے مندر کے اردگرد جادو کا جو دائرہ کھینچ رکھا تھا اسے کوئی بھی پار نہیں کر سکتا تھا۔ ماریا کی ایک لڑکی جو دیو داسی تھی سہیلی بن گئی اس نے ماریا کو بتایا کہ ایک دفعہ ایک دیو داسی نے اسے دائرے میں سے نکلنے کی کوشش کی تو دائرے میں ایک شعلہ نکلا جس نے دیو داسی کو بھسم کر کے رکھ دیا تھا اس دن کے بعد سے کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ دائرے سے فرار ہونے کا خیال بھی دل میں لائے یہی وجہ ہے کہ جب ماریا نے اس اپنی سہیلی دیو داسی کو بتایا کہ وہ مندر سے فرار ہونا چاہتی ہے تو وہ ڈر گئی اس نے کہا۔

"ماریا بہن۔ ایسا خیال پھر کبھی دل میں نہ لانا۔"

لیکن ماریا ایسی عورت نہیں تھی کہ ہمت ہار کر بیٹھ جائے اس نے اس

نے بڑے بڑے خطرناک حالات دیکھے تھے۔ اور بڑی بڑی مصیبتوں میں سے نکلی تھی۔ ماریا کو معلوم ہو چکا تھا کہ کالی دیوی کا جادو صرف اسی مندر میں دائرے کے اندر اندر ہی چلتا ہے۔ باہر اس کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہوتا اگر وہ ایک بار جادو کے آتشی دائرے کو پار کر جائے گی تو آزاد ہو جائے گی اور پھر سے غائب بھی ہو جائے گی۔

اب ماریا نے غور کرنا شروع کر دیا کہ وہ کس ترکیب پر عمل کر کے جادو کے آتشی دائرے سے باہر نکل سکتی ہے اس نے مندر کے روز کے کام پر غور کیا تو اسے معلوم ہوا کہ ہر روز صبح صبح باہر سے ایک پجاری جنگلی پھل لے کر کالی دیوی کے قدموں میں چڑھانے آتا ہے یہ پجاری خود بھی ایک زبردست جادوگر تھا۔

ایک روز جب وہ پجاری مندر سے واپس جانے لگا تو ماریا نے دیکھا کہ وہ پجاری مندر کے دروازے کے پیچھے کھڑا ہو گیا ہے۔ اور تھیلے میں سے کوئی شے نکال کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر اس کی تیل کی طرح مالش کر رہا ہے مالش کرنے کے بعد وہ پجاری بڑے آرام سے جادو کے دائرے میں سے نکل گیا۔

دوسرے روز وہ پجاری مندر میں پھول چڑھانے آیا تو ماریا نے اسے کہا۔

"گورو جی! میرے سر میں درد ہو رہا ہے کوئی تیل میرے ماتھے پر ملنے کے لیے دیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری نے نفرت سے ماریا کی طرف دیکھا اور کہا۔

"چڑیل عورت! تو کون ہوتی ہے مجھ سے تیل مانگنے والی میرے پاس ایک ہی تیل ہے اور وہ تمہارے سر کی مالش کے لیے نہیں ہے۔

ماریا نے کہا۔

گورو جی۔ یہ کوئی خاص تیل ہو گا کیونکہ آپ بھی دیوی کالی کے خاص پجاری ہیں اور ہم بھی آپ کی بہت عزت کرتی ہیں

اپنی تعریف سُن کر پجاری بہت خوش ہوا۔ ماریا نے ایک اور حملہ کر دیا کہنے لگی۔

"گورو جی۔ آپ تو دیوتا لگتے ہیں آپ کو تو اس مندر کا سب سے بڑا دیوتا ہونا چاہیئے تھا۔

اب تو پجاری پھول کر کپا ہو گیا اور بولا۔

اری چڑیل۔ مجھے تو شیو جی چڑیل مہاراج نے خود دیوتا کہا ہے میں ان راکشش اور راکھشش کو کیا سمجھتا ہوں یہ تو میں اپنے گورو کی نصیحت نبھاتا ہوں ورنہ آ کر یہاں پھول چڑھاتا ہوں۔"

ماریا بولی۔

"گورو جی! آپ پر جادو کے دائرے کی آگ بھی تو اثر نہیں کرتی۔ آپ تو بڑے مان والے عظیم دیوتا ہیں

پجاری بولا۔

اری یہ جادو کا دائرہ کیا ہے میں تو آگ کے سمندر میں سے گزر سکتا ہوں۔

ماریا نے لوہے کو گرم دیکھ کر ایک آخری چوٹ لگائی۔

"آپ کو ضرور کالی دیوی نے کوئی منتر یاد کرا رکھا ہو گا جس کو پڑھ کر آپ بے خوف ہو کر جادو کا دائرہ پار کر جاتے ہیں

پجاری نے آہستہ سے کہا۔

یہ کالی دیوی مجھے کیا منتر پڑھائے گی مجھے تو ایسے ایک ہزار ایک منتر یاد ہیں۔"

ماریا نے پوچھا "تو پھر آپ کوئی شے سر پر ضرور ملتے ہیں جس کی وجہ سے آپ پر دائرے کے جادو کا اثر نہیں ہوتا۔"

پجاری بولا۔

"ہر گز نہیں۔ میرے پاس ایک تیل ہے جسے میں منہ پر اور ہاتھوں پر مل لیتا ہوں۔ بس پھر دائرے کا جادو میرے اوپر کوئی اثر نہیں کرتا۔

ماریا نے کہا۔

"گورو جی! مجھے تو بالکل یقین نہیں آتا کہ آپ کے پاس کوئی ایسا تیل ہے جس کی مالش کر لینے سے کالی دیوی کا جادو بے اثر ہو جاتا ہے۔

پجاری نے جھلا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اگر نہیں یقین آتا تو چل میرے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر میرے اپنے بنائے ہوئے جادو کے خاص تیل کی مالش سے کالی دیوی کے جادو کو کس طرح شکست ہوتی ہے۔

ماریا بھی چاہتی تھی۔ وہ پجاری کے ساتھ مندر کے دروازے کی اوٹ میں آ گئی۔ پجاری اسے بتایا کہ وہ دروازے کی اوٹ میں اس لیے چھپ کر تیل کی مالش کرتا ہے تاکہ کالی دیوی کو اس کی طاقت کا راز نہ معلوم ہو جائے پھر اس نے تھیلے میں سے ایک شیشی نکال کر اس کو چہرے اور ہاتھوں پر مالش کی اور کہا۔

”دیکھو اب میں جادو کے دائرے میں سے گزر جاؤں گا۔ اور مجھ پر کالی دیوی کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔

ماریا بولی۔ ہو سکتا ہے آپ منہ ہی منہ میں کوئی جادو کا منتر پڑھ کر پھونک مارتے ہوں میں تو جب مانوں گی کہ میرے منہ پر تیل کی مالش کر کے مجھے یہاں سے باہر نکال کر دکھائیں۔

پجاری کو تاؤ آ گیا کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے میں تمہیں تیل مل دیتا ہوں میرے اس تیل کی طاقت سے دیوی کالی کے جادو کو شکست دے کر جادو کے دائرے سے نکل جاؤ گی مگر یاد رکھو۔ تمہیں واپس اس مندر میں لوٹ کر آنا ہو گا۔ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو میرا جادو تمہیں وہیں زمین میں درخت کی طرح گاڑ دے گا

ماریا جانتی تھی کہ وہ ایک بار مندر کی حد سے باہر نکلی تو ایک دم غائب ہو

ہو جائے گی اور اس پجاری کے ہاتھ نہیں آئے گی اور اس پہ کوئی جادو نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ وہ نظر آئے گی تو اس پر جادو کرے گا۔ ماریا کو اس بات کا بھی علم تھا کہ سوائے کالی دیوی اور دراکشش کے۔ اس مندر میں کسی کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ ماریا ایک غیبی عورت ہے ماریا نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

”گورو جی! میں تو کالی دیوی کی داسی ہوں۔ میں تو بڑی خوش ہو کر یہاں رہ کر دیوی اور دراکشش کی خدمت کرتی ہوں بھلا میں یہاں سے نکل کر اور کہاں جاؤں گا۔

پجاری نے کہا۔

”تو پھر یہ لو۔ اس تیل کی اپنے منہ اور ہاتھوں پر مالش کر لو۔

ماریا نے ہتھیلی پر تیل کے چند ایک قطرے لئے اور اس کی چہرے اور ہاتھوں پر مالش کر لی۔ پجاری نے بھی چہرے پر خوب تیل ملا۔ پھر ماریا کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

”چلو میں تمہیں اپنے ساتھ جادو کا دائرہ پار کراتا ہوں تب تمہیں معلوم ہو گا کہ میری طاقت کالی دیوی کی طاقت سے کہیں زیادہ ہے۔

پجاری نے ماریا کو ساتھ لیا اور مندر کی سیڑھیاں اتر کر جادو کے دائرے کے پاس پہنچ کر رک گیا ماریا کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

”گھبرانا نہیں۔ تم نے میرے خاص تیل کی مالش کر رکھی ہے۔ اس تیل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طاقت کا مقابلہ دنیا کا کوئی دیوی دیوتا نہیں کر سکتا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ماریا اب بھی جادو کے دائرے میں داخل ہوتے ہوئے گھبرا رہی تھی لیکن پجاری اسے لے کر بے دھڑک جادو کے خطرناک دائرے میں داخل ہو گیا ماریا نے آنکھیں بند کر لی تھیں اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا ہو مگر یہ اس کا وہم تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ پجاری کے تیل میں جادو توڑ اثر تھا۔

وہ ماریا کو لے کر دائرے میں سے نکل گیا۔ اور بولا۔

وہ اب کہو۔ کیا میری طاقت نے کالی دیوی کے جادو کو تہس نہس کر کے نہیں رکھ دیا۔

جی ہاں گورو جی! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

ماریا نے کہا مگر وہ دائرے سے باہر آتے ہی غائب ہو چکی تھی پجاری نے گردن گھما کر دیکھا تو وہاں دیو داسی نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں وہ ہواؤں میں تکنے لگا۔ آہستہ سے بولا۔

"دیو داسی! سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟"

کیونکہ آخر وہ بھی اتنا بڑا جادوگر تھا سمجھ گیا کہ دیو داسی غائب ہو گئی ہے اور وہ کوئی معمولی دیو داسی نہیں تھی ماریا نے کہا۔

گورو جی! آپ نے کالی دیوی کی قید سے آزاد ہونے کے لیے میری مدد کی ہے میں آپ کا یہ احسان ساری زندگی یاد رکھوں گی

میرا نام ماریا ہے میں ایک عیسائی لڑکی ہوں اور ہزاروں سال سے اپنے دو بھائیوں کے ساتھ صدیوں کی واپسی کے سفر میں ہوں اس سے زیادہ میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی۔ بہرحال میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اگرچہ آپ کی مرضی نہیں تھی پھر بھی میں آپ کو اپنی مدد کرنے پر مجبور کر دیا آپ کا شکریہ! میں جا رہی ہوں۔"

پجاری نے جلدی سے کہا۔

ماریا بہن۔ ٹھہرو۔ کیا تم یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم نے اپنا جسم غائب کیسے کر لیا ہے

ماریا نے کہا۔

گورو جی، یہ بڑی لمبی کہانی ہے اگر میں یہ کہانی سنانے بیٹھ جاؤں تو مجھے ایک ہزار سال لگ جائیں گے آپ یہی سمجھ لیں کہ کسی بزرگ ہستی کی دعا یا بددعا سے غائب ہو گئی ہوں اور ہزاروں سال سے زندہ ہوں۔"

پجاری کی تو عقل دنگ رہ گئی تھی۔ وہ بہت بڑا جادوگر تھا۔ مگر نہ تو وہ غائب ہو سکتا تھا اور نہ ہزاروں سال تک زندہ رہ سکتا تھا وہ جانتا تھا کہ راکشش نے سادھو کو جو ہمیشہ زندہ رکھنے والی انگوٹھی دی ہے وہ ایک انگوٹھی دھوکہ ہے اور وہی انگوٹھی اس سادھو کی موت کا باعث ہے۔ اس نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درماریا! کیا تم مجھے غائب کرنے کا گُر بتا سکتی ہو؟

میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ میں خود اس راز کو اس گُر کو نہیں جانتی - اچھا خدا حافظ۔

بیچارا اسے آوازیں دیتا رہ گیا اور ماریا نے سمندر کے پیچھے برف پوش پہاڑی کے اوپر چڑھ کر دوسری طرف چھلانگ لگا دی

ماریا نے برف سے ڈھکی ہوئی بیس ہزار فٹ اونچی پہاڑی پر سے چھلانگ لگائی تھی نیچے گہرائی میں سر سبز وادی پھیلی ہوئی تھی ماریا ہوا میں تیرنے لگی اس نے اپنا رُخ سمندر کی طرف کر دیا کیونکہ وہ سب سے پہلے سمندر میں بمبئی شہر کے قریب جو چٹان تھی اور اس میں گورو جہان کا جو غار تھا اس کی کوٹھڑی میں کیٹی کو تلاش کرنا چاہتی تھی ماریا ہوا میں اُڑتی چلی گئی ہمالیائی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی نیچے وادیوں میں کہیں کہیں کچے مکانوں میں سے دھوئیں کی پتلی سی لکیر اوپر اٹھ رہی تھی ماریا اڑتی چلی گئی۔

اس کی رفتار کافی تیز تھی شام ہونے سے پہلے پہلے وہ سمندر کے کنارے پہنچ گئی - بمبئی شہر کا ساحل تھا اس نے دور نیچے اس سمندری چٹان کو پہچان لیا جہاں سادھو نے اسے اور کیٹی کو جادو کے زور سے قید کر لیا تھا اور ان دونوں کو گورو جہان کے ہاتھ بیچ دیا تھا ماریا کو اب بھی گورو جہان کا فکر لگا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ لیکن اسے ایک خیال یہ بھی

آیا کہ گورو جہان اب اسے نہیں دیکھ سکے گا کیونکہ اس جادوئی سُرمے کی ڈبیا سادھو کو دے دی تھی جس کو آنکھوں میں لگا کر آدمی غیب کی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے۔

اس نے فضا میں غوطہ لگایا اور سیدھی سمندری چٹان کے اوپر آکر رک گئی پھر وہ چٹان سے نیچے اتری اور اس غار کی طرف چلی جس کے باہر وہ تنگ و تاریک کنواں تھا جس میں ماریا کو قید کیا گیا تھا کنواں ویران پڑا تھا اس کا پتھر پرے گرا ہوا تھا ماریا پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی تھی اس کے دل میں پھر بھی یہ وہم تھا کہ ہو سکتا ہے گورو جہان نے آنکھوں میں غیبی چیزیں دکھلانے والے سُرمے کی سلائی لگا رکھی ہو۔

وہ غار کے اندر کیٹی کی کوٹھڑی میں آئی کوٹھڑی خالی پڑی تھی پھر وہ دبے دبے قدم اٹھاتی گورو جہان کی کوٹھڑی میں آئی یہ کوٹھڑی بھی بالکل خالی تھی اور وہاں اُلّو بول رہے تھے ماریا نے سارے غار کو چھان مارا وہاں اب کوئی نہیں تھا ایک چمگادڑ اس کے اوپر سے غوطہ لگا کر گزر گیا غار ویران ہو چکی تھی۔

ماریا سے کیٹی بچھڑ گئی تھی وہ کہاں ہو گی۔ کس حال میں ہو گی۔ اس کی ماریا کو کوئی خبر نہیں تھی اسے ناگ اور عنبر کی بھی کوئی خبر نہیں تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ ناگ اس وقت اس سے دو ڈھائی - ہزار میل دور اسی ملک ہندوستان کے ایک شہر مدراس میں سانپوں کا زہر اکٹھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے والے ڈاکٹر پشوردھن کا ملازم بن کر اس کے ساتھ کار میں بیٹھا ہوٹل کی طرف جا رہا ہے اور دوسری طرف چوکور آنکھوں والی کیٹی سمندر میں گرائے جانے کے بعد لہروں پر بہتی بہتی اسی ملک ہندوستان یعنی اسی ملک کے ایک شہر ترلام میں اس کی پوجا ہو رہی تھی اور وہ چوکور آنکھوں والی مورتی بن کر دیوی داسی کماری میں تبدیل کر دی گئی تھی۔ لیکن کیٹی ہوش و حواس میں تھی اگرچہ وہ پتھر بن چکی تھی۔

ماریا سمندری چٹان سے باہر نکل کر سمندر کی لہروں پر چلتی ہوئی بمبئی شہر میں آگئی کنارے کی ریت گیلی تھی اور اس پر اس کے پاؤں کے نشان بننے لگے۔ اس وقت وہاں ایک میاں بیوی پک نک منا رہے تھے وہ بڑا سا تولیہ بچھا کر اس پر بیٹھے تھے اور مرد تو منہ پر ٹوپی رکھے دھوپ میں مزے سے ریت پر لیٹا تھا اور عورت چاٹ کھا رہی تھی۔

اچانک عورت نے دیکھا کہ گیلی ریت پر کسی کے پاؤں کے نشان بنتے چلے جا رہے ہیں یعنی کوئی انسان کوئی عورت یا مرد چلتا ہوا تو دکھائی نہیں دے رہا مگر اس کے پاؤں کے نشان بنتے دکھائی دے رہے ہیں پہلے تو وہ عورت سمجھی کہ شاید یہ اس کا وہم ہے اس نے اپنی آنکھوں کو جھپکایا سر کو ایک بار جھٹکا دیا اور پھر غور سے دیکھا گیلی ریت پر پاؤں کے نشان بن رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا

کہ کوئی آہستہ آہستہ پاؤں اٹھا کر چل رہا ہے مگر نظر نہیں آ رہا۔

اصل میں اس عورت کو ماریا نے بھی دیکھ لیا تھا۔ اور وہ ذرا اس کا مزہ لینا چاہتی تھی ـــــ عورت کا رنگ زرد ہو گیا اب وہ خوف زدہ ہو گئی تھی اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ کسی چڑیل کے پاؤں ہیں اس کو پسینہ آگیا اور جسم سُن ہو گیا اس نے بڑی مشکل سے حلق سے آواز نکال کر اپنے خاوند سے کہا۔

سوامی جی! سوامی جی! اے۔ وہ۔ وہ

اس کے خاوند نے ٹوپی آنکھوں پر سے اٹھائے بغیر پوچھا۔

"ارے بھائی کیا وہ وہ لگا رکھی ہے کیا ہے وہ۔

عورت نے چیخ مار کر کہا۔

"چڑیل"

اس کا خاوند بھی چیخ مار کر اچھل پڑا۔

"چڑیل"

عورت پہلے ہی ڈری ہوئی تھی اب جو اس کے خاوند نے چیخ ماری تو اس کی بھی چیخیں نکل گئیں اور وہ دونوں پاگلوں کی طرح ایک طرف بھاگ اٹھے۔

ماریا ہنسنے لگی وہ گیلی ریت پر سے گزر کر خشک ریت اور پھر سڑک کے فٹ پاتھ پر آگئی لوگ بہت سارے جمع ہو گئے تھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ساحل سمندر پہ نظر آنے والی چڑیلوں کی باتیں کر رہے تھے۔ سب دور سے گیلی ریت کی طرف اشارہ کر رہے تھے کسی میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ قریب جا کر ماریا کے پاؤں کے نشان دیکھے

ماریا فٹ پاتھ پر ایک طرف جا رہی تھی اس شہر میں اس کی پیاری سہیلی خلائی لڑکی کیٹی اس سے بچھڑ گئی تھی۔ ماریا کا دل پہلے ہی ناگ اور عنبر کے لیے اداس تھا اب کیٹی بھی اس سے جدا ہو کر اسے اداس کر گئی تھی وہ سوچنے لگی کہ وہ کہاں جائے کیونکہ اب کیٹی ناگ یا عنبر سے خود ملنا اس کے اختیار میں نہیں تھا اب تو کسی خوبصورت یا خوفناک اتفاق سے ہی ان سب کی آپس میں ملاقات ہو سکتی تھی۔

دلیپ کمار کے بنگلے پر جانے کو اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ وہاں جا کر وہ کیا کرے گی بھلا۔ وہ جس بازار میں جا رہی تھی وہ بڑی رونق والا بازار تھا اور ہندو عورتیں پھولوں کے ہار لیے مندروں کو جا رہی تھیں بازار کی ایک گلی میں کسی بزرگ کی خانقاہ تھی جہاں قوالی ہو رہی تھی کچھ لوگ بیٹھے دعا مانگ رہے تھے ماریا خانقاہ میں داخل ہو گئی۔ اگر بتیاں مزار پر سلگ رہی تھیں پھولوں کے ڈھیر لگے تھے۔ فضا خوشبوؤں سے بھری ہوئی تھی قوالی بڑے زور و شور سے ہو رہی تھی۔ طبلہ

بج رہا تھا اچانک ایک عورت کو حال آ گیا اور وہ بال کھول کر زور زور سے حال کھیلنے لگی دوسری عورتیں اور مرد پرے پرے ہٹ گئے۔ قوال بھی بڑے جوش کے ساتھ گلا پھاڑ پھاڑ کر تانیں مارنے لگے۔

عورت کی عمر تیس پینتیس کے قریب تھی وہ آنکھیں بند کیے سر آگے پیچھے مار کر حال کھیل رہی تھی پھر ایک دم وہ رک گئی اس نے ہاتھ اٹھا کر قوالوں کو قوالی بند کرنے کا اشارہ کیا قوال خاموش ہو گئے عورت نے آنکھیں کھولیں اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اس نے سب مردوں اور عورتوں پر ایک نگاہ ڈالی اور بھاری مردانہ آواز میں کہا۔

میں عبدالرحمان جن ہوں میں اس عورت کے سر پر سوار ہوں یہ عورت اب میرے قبضے میں ہے جس کسی کی کوئی مراد ہو وہ مجھ سے پوچھے میں اس کی مراد پوری کروں گا۔

ایک عورت ہاتھ باندھ کر بولی۔

میرا بیٹا دو سال سے بیمار ہے میں نے امریکہ اور لندن کے ڈاکٹروں کو بھی دکھایا مگر میرے بیٹے کو آرام نہیں آیا اسے اچھا کر دیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت نے کہا۔

"یہاں ہمارے قریب ہی ایک ایسی لڑکی کھڑی ہے جو سوائے ہمارے اور کسی کو نہیں دکھائی دے رہی اگر وہ اس مزار پر سے گلاب کا ایک پھول اٹھا کر ہمیں دے دے تو تمہارا بیٹا اچھا ہو جائے گا"

ماریا پریشان ہو گئی اس عورت کے جن نے اسے دیکھ لیا تھا جن والی عورت بولی۔

"ماریا ! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بہن ! مجھے اپنے ہاتھ سے ایک گلاب کا پھول اٹھا کر دے دو۔"

سب لوگ سانس روکے بیٹھے تھے اچانک انہوں نے دیکھا مزار پر سے گلاب کا ایک پھول اپنے آپ اوپر کو اٹھا اور عورت کے ہاتھ میں آگیا عورت بولی۔

"شاباش ماریا۔ تم نے ایک دکھی عورت کی مدد کر کے ہمارا دل خوش کر دیا ہے۔"

پھر جن عورت نے گلاب کا پھول اس عورت کو دے کر کہا۔

"اسے لے جا کر اپنے بیمار بیٹے کے سرہانے رکھ دو

تمہارا بیٹا بالکل اچھا ہو جائے گا۔"

وہ عورت پھول لے کر خوشی خوشی چلی گئی جن عورت نے آنکھیں بند کر لیں اور دونوں بازو اپنے سر کے اوپر اٹھا دیئے اور کہا۔

"اب ہم جا رہے ہیں ؟"

پھر جن عورت نے اپنا سر نیچے کر لیا۔

ماریا نے دیکھا کہ اس کے سر کے درمیان سے ایک سفید ہیولا سا نکل کر اوپر فضا میں رک گیا یہ ایک انسان کی شکل کا ہیولا تھا یہ ہیولا ماریا کے پاس آگیا ماریا نے ہیولے کو غور سے دیکھا اس کی شکل انسان سے بہت ملتی جلتی تھی مگر فرق اتنا تھا کہ اس ہیولے والے انسان کے سر پر ایک سینگ اُگا ہوا تھا ماریا سمجھ گئی کہ یہی جن عبدالرحمان ہے اس نے کہا۔

"عبدالرحمان بھائی۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔"

عبدالرحمان جن نے کہا

"میں تمہیں دیکھ بھی رہا ہوں ماریا۔"

ماریا بولی۔

"رحمان بھائی ! کیا تم مجھے ناگ عنبر اور کیٹی کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو کہ اس وقت کہاں ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور میں اُن سے کیسے مل سکتی ہوں؟

عبدالرحمان جن نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر زمرد کے منکوں والی ایک تسبیح نکالی اور ماریا کی طرف بڑھا کر کہا۔

ماریا۔ یہ تسبیح تمہارے کام آئے گی۔

ماریا نے تسبیح لے لی۔

عبدالرحمان جن نے کہا۔

"اسے اپنے گلے میں ڈال لے جب کبھی تمہیں مشکل کا سامنا ہو تو اس تسبیح پر خدا کا نام لے کر پھونک مار دینا اور پھر اس کی کرامت دیکھنا"

ماریا نے پوچھا

"کیا یہ مجھے ناگ عنبر کیٹی سے ملا دے گی؟"

عبدالرحمان جن نے کہا۔

یہ اس تسبیح کی مرضی ہے اس کی مرضی میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔

یہ کہہ کر جن کا ہیولا غائب ہو گیا۔

ماریا تسبیح ہاتھ میں تھامے اس کے زمرد کے خوبصورت چمکیلے منکوں کو غور سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے تسبیح کو گلے میں ڈالا اور خانقاہ سے باہر آگئی۔ یہاں خانقاہ کے پیچھے ایک

چھوٹا سا درختوں کا ذخیرہ تھا جس کے درمیان ایک تالاب بنا ہوا تھا آدھے تالاب پر بڑ کے ایک درخت نے اپنا سایہ ڈال رکھا تھا ماریا اس تالاب کے کنارے آکر کھڑی ہو گئی اس نے ناگ عنبر اور کیٹی کا تصور ذہن میں کیا اور تسبیح پر اللہ کا نام پڑھ کر پھونک مار دی۔

پھونک کا مارنا تھا کہ تسبیح نے ماریا کو زمین پر سے درختوں کے اوپر اچھال دیا اور وہ ہوا میں اڑنے لگی ماریا خود بھی ہواؤں میں اڑا کرتی تھی لیکن تسبیح اسے بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اڑائے لئے جا رہی تھی وہ زمین سے کافی اونچائی پر تھی اور عمارتیں اور سڑکیں اسے چھوٹی چھوٹی لگ رہی تھیں تسبیح ماریا کے گلے میں تھی اس کے بال جو غائب تھے اسے ہوا میں لہراتے محسوس ہو رہے تھے۔

وہ ایک جنگل کے اوپر سے گذر رہی تھی جہاں اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے ماریا دل میں حیران تھی کہ یہ کراماتی تسبیح اسے کہاں لیے جا رہی ہے پھر اس نے اپنے آپ نیچے اترنا شروع کر دیا زمین اس کی طرف اوپر کو چلی آ رہی تھی پھر وہ زمین پر آکر رک گئی۔

اس نے چاروں طرف دیکھا وہ ایک جگہ پر آگئی تھی جہاں سرخ نوکیلی چٹانیں تھیں اور اُن کے درمیان گہرے رنگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پانی والا دریا بہہ رہا تھا۔ دریا تنگ پتھروں کے راستے میں سے جھاگ اڑاتا پتھروں سے سر ٹکراتا گزر رہا تھا ماریا کو عبد الرحمان پر بڑا غصّہ آیا کہ شہر سے اُٹھا کر یہ اُس نے اسے کہاں لا پھینکا ہے۔

ماریا نے تسبیح اتار کر دریا میں پھینک دی۔ اسے بڑا غصّہ آ رہا تھا کہ یہ سارا کام اس تسبیح ہی کا ہے۔ تسبیح دریا میں گرتے ہی ایک تیز ٹھوکر کی آواز کے ساتھ فضا میں بلند ہوئی اور اڑن طشتری کی طرح گھوں گھوں کرتی ماریا کے سر کے اُوپر گھومنے لگی ماریا پریشان ہو کر پیچھے کو دوڑی کہ یہ کیا نئی مصیبت اس نے مول لے لی ہے۔

وہ جدھر جاتی تسبیح اس کے سر کے اوپر گھومتی ہوئی ساتھ جاتی تھی ماریا ایک درخت کے نیچے آ کر کھڑی ہو گئی۔ تسبیح گھومتی ہوئی نیچے اتر آئی اور پھر ماریا کے جسم کے ساتھ ٹکرا کر دوسری طرف نکل کر غائب ہو گئی ماریا زمین پر گر پڑی۔

اب جو اس نے زمین پر سے اُٹھنے کی کوشش کی تو ایسا نہ کر سکی اور پھر دہشت اور خوف کے مارے اسے پسینہ آگیا اس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ سیاہ رنگ کے ایک سانپ میں تبدیل ہو چکی تھی جس کے سارے جسم پہ تسبیح کے دانوں کی طرح سبز نشان بنے ہوئے تھے اور سر کے اوپر سفید رنگ کا ایک

چھوٹا سا تاج تھا ماریا کے ہوش اڑ گئے وہ سانپ بن چکی تھی۔ اس کا دل خون کے آنسو رونے لگا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے اور وہ ایک اچھی بھلی لڑکی سے سانپ بن گئی ہے۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ وہ رینگتی ہوئی چٹانوں کے درمیان دریا کی طرف چل پڑی ابھی وہ تھوڑی دور گئی ہو گی کہ ایک چٹان کے سوراخ میں سے تیز دانتوں والا نیولا نکل کر اس کی طرف لپکا نیولا سانپ کا دشمن ہوتا ہے اور اپنے تیز دانتوں سے اس کی گردن کاٹ ڈالتا ہے۔ ماریا ڈر کر بھاگی۔ نیولا بھی اس کے پیچھے دوڑا ماریا تیز تیز رینگتی دریا کی طرف آگئی۔ نیولا اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

نیولا اس کے بالکل قریب جا کر ماریا کی گردن کو اپنے تیز دانتوں سے پکڑنے ہی والا تھا کہ ماریا نے اچھل کر دریا میں چھلانگ لگا دی نیولا دریا کے کنارے کھڑا رہ گیا اور دریا کی بپھری موجیں ماریا کو سانپ کی شکل میں بہاتے ہوئے آگے لے جانے لگیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

- ماریا سانپ کی شکل میں دریا میں بہتی ہوئی کہاں جا پہنچی؟
- کیشٹی کی مورتی کا کیا انجام ہوا؟
- اپنی ساری طاقت چھن جانے کے بعد ناگ کے ساتھ کیا گزری؟
- عنبر سے ان لوگوں کی کہاں اور کن حالات میں ملاقات ہوئی؟

اور پھر وہ دو چھوٹے بہن بھائی کون تھے جن کی گردنوں میں سیاہ کالے چھتنیر سانپ لٹکے رہتے تھے اور دنیا کی کوئی بھی طاقت ان سانپوں کو ان کی گردنوں سے نہیں اتار سکتی تھی۔

یہ سب کچھ آپ اگلے خاص نمبر

"دو چہروں والے سانپوں والے بہن بھائی"

میں پڑھیں گے

سنسنی خیز، پُراسرار اور قدم قدم پر رونگٹے کھڑے کر دینے والی کہانی پڑھ کر آپ دنگ رہ جائیں گے۔

توسی پبلی کیشنز،
۱۴۔بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور